قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 08 اپریل 2022ء | 06 رمضان 1443 ہجری قمری | 08 شہادت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:85

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الۡبَیۡعَ ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۰﴾ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانۡتَشِرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا رَاَوۡا تِجَارَۃً اَوۡ لَہۡوَا ۣانۡفَضُّوۡۤا اِلَیۡہَا وَتَرَکُوۡکَ قَآئِمًا ؕ قُلۡ مَا عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرٌ مِّنَ اللَّہۡوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ ؕ وَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ﴿۱۲﴾

(الجمعہ: 10 تا 12)

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا کی جا چکی ہو تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور جب وہ کوئی تجارت یا دل بہلاوہ دیکھیں گے تو اس کی طرف دوڑ پڑیں گے اور تجھے اکیلا چھوڑ دیں گے۔ تو کہہ دے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ دل بہلاوے اور تجارت سے بہت بہتر ہے اور اللہ رزق عطا کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

''آج اس رمضان کا آخری جمعہ ہے اور انشاء اللہ دو تین دن تک یہ رمضان کا مہینہ بھی اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی استعداد اور بساط کے مطابق کوشش کی کہ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلیں اور اس کا پیار، اس کی محبت اور اس کی رضا حاصل کرنے والوں میں شامل ہوسکیں۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا ابھی دو تین دن باقی ہیں، جو اس رمضان سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھا سکے وہ ان بقیہ دنوں میں ہی اگر سچے دل سے کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بن سکتے ہیں۔ کیونکہ خالص ہو کر اس کی راہ میں گزرا ہوا ایک لمحہ بھی انسان کی کایا پلٹ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنی طرف آنے والے کو ماں باپ سے بھی زیادہ بڑھ کر پیار کرتا ہے۔ وہ جب اپنے بندے کو اپنے ساتھ چمٹاتا ہے تو وہ بندہ وہ نہیں رہتا جو پہلے تھا۔ اس ایک سچے اور خالص لمحے کی دعا انسان کو برائیوں سے اتنا دور لے جاتی ہے، اس کی طبیعت میں اتنا فرق ڈال دیتی ہے جو مَشرِقَین کا فرق ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی

بقیہ صفحہ 10 پر

اس شمارہ میں

- ہم احمدی مسلم بچے ہیں (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- ارشاداتِ نور
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- سیرت رسولؐ - کیا گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے؟
- جماعت احمدیہ سُرینام کی مساعی
- ڈیرائیٹ، امریکہ میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد
- سیرالیون میں ریجنل ریفریشر کورسز کا انعقاد

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ سب سے پہلے آنے والے کو پہلا لکھتے ہیں اور پہلے آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کی قربانی کرے۔ پھر بعد میں آنے والا اس کی طرح ہے جو گائے کی قربانی کرے، پھر مینڈھا یعنی بھیڑ بکرا، پھر مرغی اور پھر انڈے کی قربانی کرنے والے کی طرح، پھر جب امام منبر پر آ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں اور ذکر کو سننا شروع کر دیتے ہیں۔

(بخاری کتاب الجمعۃ باب الاستماع الی الخطبۃ یوم الجمعۃ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ پڑھنا فرض کیا گیا ہے۔ سوائے مریض، مسافر، عورت، بچے اور غلام کے۔ جس شخص نے لہو و لعب اور تجارت کی وجہ سے جمعہ سے لاپرواہی برتی اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پرواہی کا سلوک کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بے نیاز اور حمد والا ہے۔

(سنن دارقطنی کتاب الجمعۃ باب من تجب علیہ الجمعۃ)

حضرت ابو جعد ضمریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تساہل کرتے ہوئے لگاتار تین جمعے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب التشدد فی ترک الجمعۃ)

حضرت سلطان القلم کے رشحات قلم

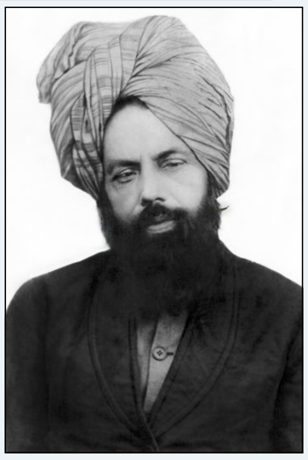

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں ''روز جمعہ ایک اسلامی عظیم الشان تہوار ہے اور قرآن شریف نے خاص کر کے اس دن کو تعطیل کا دن ٹھہرایا ہے اور اس بارے میں خاص ایک سورۃ قرآن شریف میں موجود ہے جس کا نام سورۃ الجمعہ ہے اور اس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی بانگ دی جائے تو تم دنیا کا ہر ایک کام بند کر دو اور مسجدوں میں جمع ہو جاؤ۔ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو اور جو شخص ایسا نہ کرے گا وہ سخت گناہگار ہے۔ اور قریب ہے کہ اسلام سے خارج ہو اور جس قدر جمعہ کی نماز اور خطبہ سننے کی قرآن شریف میں تاکید ہے اس قدر عید کی نماز کی بھی تاکید نہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 287-288 ایڈیشن 2019ء)

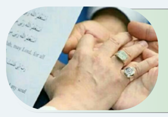

دربارِ خلافت

سورۃ البقرہ کی آخری آیت پڑھنے کی اہمیت و ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

دوسری دعا جس کی ہمیں بہت ضرورت ہے اس کی بھی بڑی اہمیت ہے، وہ سورۃ بقرۃ کی آخری آیت ہے جس کی میں نے تلاوت کی ہے جس میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ یہ دعا مانگو کہ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ اِنۡ نَّسِیۡنَآ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا۔ کہ اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھول جائیں یا ہمارے سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے۔

بھول جانے کے معنی ہیں کہ کوئی کام کرنا ضروری ہے لیکن نہ کیا جائے۔ ایک تو یہ کہ جان بوجھ کر نہیں چھوڑا بلکہ بھول گئے۔ دوسرے یہ کہ ہمیں اندازہ ہی نہیں تھا کہ اگر اس کو نہ کیا اور وقت پر نہ کیا تو اس کی ہمارے لئے کتنی اہمیت ہے۔ اور اس خیال میں رہیں کہ کوئی بات نہیں۔ نہیں کیا تو کیا ہوا، معمولی سا کام ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے کہ ہمیں بھولنے اور خطا کرنے سے بچا۔ لیکن یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک اہم کام ہے، انسان کو تو علم نہیں کہ کونسا اہم ہے اور کونسا نہیں، اس کے نہ کرنے سے ہماری روحانی ترقی میں فرق آ سکتا ہے، ہمارے خدا تعالیٰ سے تعلق میں فرق آ سکتا ہے۔ پس اے اللہ تُو ہمیں ایک تو ایسی غلطیاں کرنے سے بچا۔ دوسرے اگر غلطیاں ہو گئی ہیں تو اس پر پکڑ نہ کر۔ اسی طرح کسی کام کے غلط طریق سے کرنے سے یا ایسا کام کرنے سے جو ہمیں نہیں کرنا چاہئے، ہمیں پکڑ میں نہ لے۔ ہمارا مؤاخذہ نہ کر۔ بلکہ ہماری خطاؤں کو معاف فرما اور معاف فرماتے ہوئے اُن کے بد اثرات سے اور اپنی ناراضگی سے ہمیں بچا لے۔ لیکن اگر ہم جان بوجھ کر ایک غلط کام کرتے جائیں یا غلط طریق پر کرتے چلے جائیں۔ اپنی اصلاح کی طرف کوشش نہ کریں اور پھر یہ دعا بھی مانگتے ہیں تو پھر یہ دعا نہیں ہو گی بلکہ اللہ تعالیٰ اور دعا کے ساتھ ایک مذاق بن جائے گا۔ پس دعائیں بہتر نتائج کے لئے ہوتی ہیں نہ کہ خدا تعالیٰ کو آزمانے کے لئے۔ اس لئے جہاں اپنے عمل ہوں گے وہیں دعا بھی حقیقی دعا بنے گی۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اُس پر اُس کو کمال تک پہنچاؤ۔

پھر آتا ہے: رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا۔ یعنی ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جو پہلوں پر ڈالا گیا اور اُس کی وجہ سے اُنہیں سزا ملی۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس کا نمازیں پڑھنے یا قرآنِ کریم کے جو احکامات ہیں ان سے اس کا تعلق نہیں۔ اس میں یہ نہیں کہا کہ یہ ہمارے غیر معمولی بوجھ ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تو پہلے ہی فرما دیا۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکامات انسان کی طاقت اور وسعت کے مطابق دیتا ہے۔ اس بوجھ نہ ڈالنے کے یہ معنی ہیں کہ بعض جرموں کی وجہ سے پہلے لوگوں کو سزائیں دی گئیں، وہ سزائیں ہم پر نازل نہ ہوں۔ اور ہم سے وہ غلطیاں سرزد نہ ہوں جو پہلے لوگوں سے سرزد ہوئیں اور وہ تباہ ہو گئے۔ اگر ہم غلطیاں بھی کرتے رہیں اور پھر کہیں کہ ہمیں سزا بھی نہ ملے جو پہلوں کو ملی تو یہ تو نہیں ہوسکتا۔ یہ اللہ کے عمومی قانون کے خلاف ہے۔ پس یہ دعا اور ساتھ

بقیہ صفحہ 10 پر

ہم احمدی مسلم بچے ہیں

ہم احمدی مسلم بچے ہیں
ہم پیار خدا سے کرتے ہیں
ہم پر ہے خدا کا فضل و کرم
ہم ایک خلیفہ رکھتے ہیں
جو اللہ سے ہم سب کے لیے
دن رات دعائیں کرتے ہیں
ہم مستقبل ہیں دنیا کا
ہم سینہ تان کے چلتے ہیں
سر پر ہے خلافت کا سایہ
ہم ہر دم آگے بڑھتے ہیں
ہم شیر بہادر بچے ہیں
ہم صرف خدا سے ڈرتے ہیں
آقا سے محبت ہے ہم کو
آقا کی اطاعت کرتے ہیں
ہم کام وہ سارے کرتے ہیں
جو پیارے آقا کہتے ہیں

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

آج کی دعا

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِیْثُ، اِنَّ رَبِّیْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ (تذکرہ)

ترجمہ: اے حی و قیوم خدا! ہم تیری رحمت کے طلب گار ہیں۔ یقیناً میرا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔

رَبِّ اَخْرِجْنِیْ مِنَ النَّارِ (تذکرہ: 612، ایڈیشن 2004)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے آگ سے نکال۔

رَبِّ لَا تُرِنِی زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ، رَبِّ لَا تُرِنِیْ مَوْتَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ (تذکرہ: 513، ایڈیشن 2004)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے قیامت کا زلزلہ نہ دکھا۔ اے میرے رب! ان میں سے کسی کی موت مجھے نہ دکھلا۔

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آفات و مصائب سے محفوظ رکھے جانے کی الہامی دعائیں ہیں۔

ہمارے بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

موجودہ جو دنیا کے حالات ہیں اس بارے میں بھی دعا کے لئے کہنا چاہتا ہوں۔ انتہائی خطرناک ہو چکے ہیں اور ہو سکتے ہیں، بڑھتے جا رہے ہیں یہ صرف ایک ملک نہیں بلکہ بہت سے ممالک اس میں شامل ہو جائیں گے اگر یہ اسی طرح بڑھتا رہا۔ اور پھر اس کا اثر نسلوں تک رہے گا۔ اس کے خوفناک انجام کا۔ خدا کرے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں اور اپنی دنیاوی خواہشات کی تسکین کے لیے انسانوں کی جانوں سے نہ کھیلیں۔ بہرحال ہم تو دعا کر سکتے ہیں۔ اور کرتے ہیں سمجھا سکتے ہیں اور سمجھاتے ہیں اور ایک عرصہ سے ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ لیکن بہر حال ان دنوں میں خاص طور پر احمدیوں کو بہت دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ جنگ کی، جو حالات ہیں خوفناک حالات اور تباہ کاریاں جو ہیں، جن کا تصور بھی انسان نہیں کرسکتا ایسی تباہ کاریاں ہوسکتی ہیں اللہ تعالیٰ ان سے انسانیت کو بچا کے رکھے۔ آمین

(خطبہ جمعہ 25 فروری 2022)

مرسلہ: مریم رحمٰن

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روزے سے محبت

قسط 18

مصطفیؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

روزہ اطاعتِ الٰہی کی ایک مشق ہے۔اپنی ضروریات، خواہشات،توجہات کو رضائے الٰہی کے ماتحت کرنے کے لئےنفس کا مجاہدہ ہے۔قربانی کا حوصلہ ہے۔گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے۔نفس کی پاکیزگی کے لئے ہمہ وقت تسبیح، تحمید، ذکر الٰہی، نوافل، نماز، تہجد، تلاوتِ قرآن کی ترغیب ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ،صدقہ وخیرات کا تعامل ہے۔شر سے حفاظت اور خیر کے حصول کی ضمانت ہے اور کھانے میں اعتدال اور کمی سے روحانیت اور ملائک جیسی خصوصیات کا تعارف ہے۔ کما حقہ روزے رکھنا بفضل الٰہی اللہ تبارک تعالیٰ کے قرب کا حصول ہے۔

سید المرسلین ﷺ روحانیت کی ہر راہ کے رہبر کامل ہیں۔ آپؐ پر تزکیہ نفس کے لئے جو بھی احکام الٰہی نازل ہوتے پہلے آپؐ خود اس پر تمام ترباریکیوں کے ساتھ عمل فرماتے۔آپؐ کا اسوۂ حسنہ اصولی اور عملی تعلیم کا کامل نمونہ ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزہ فرض کئے ہیں اور میں نے اپنی سنت کے ذریعے اس کے قیام کا طریق بتادیا ہے۔ پس جو شخص حالتِ ایمان میں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے روزے رکھے گا۔اور قیام کرے گا تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجائے گا جیسے اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا‘‘

(سنن نسائی کتاب الصوم حدیث نمبر 2180)

آپؐ کو اس عبادت سے اس قدر شغف تھا کہ خاص اہتمام سے کثرت سے روزے رکھتے۔نبوت کے بعد مکہ میں جبکہ ابھی روزے کی فرضیت کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے آپؐ کئی مہینوں تک مسلسل روزے رکھتے رہے۔ جب روزے رکھتے تو لگتا اب کبھی ناغہ نہیں کریں گے۔ پھر روزہ چھوڑ دیتے تو لگتا کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔ (بخاری کتاب الجمعہ حدیث نمبر 1073) فرضیت کے بعد رمضان کے علاوہ شعبان کے مہینے میں بھی اکثر روزے رکھتے (بخاری کتاب الصوم حدیث نمبر 1834) مہینے کے نصف اول میں اکثر روزے رکھتے اور مہینے میں تین دن معمولاً روزہ رکھتے بالعموم مہینے کے پہلے سوموار اور پھر اگلے دونوں جمعرات کے دن روزہ رکھتے (مسلم کتاب الصیام حدیث نمبر 1972)

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ سوموار اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں (ترمذی باب الصیام) اس کے علاوہ محرم کے دس اور شوال کے چھ روزے بھی رکھتے۔ روزے اس طرح بھی رکھتے کہ گھر تشریف لاتے اگر کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو روزہ کی نیت کر لیتے۔

(ترمذی باب الصیام)

آنحضرت ﷺ روزہ رکھنا اسقدر پسند فرماتے تھے کہ بعض اوقات بغیر سحری کھائے روزے کی نیت فرمالیتے اور کئی دن تک یہی تسلسل رہتا مگر دوسروں کو اس طرح وِصال کے روزے رکھنے کی ازراہ شفقت اجازت نہ دیتے اس کی جو وجہ بیان فرمائی وہ آپؐ کے اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق کا بہت حسین اظہار ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

’’میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں۔ میں رات ایسی حالت میں گزارتا ہوں کہ میرے لئے ایک کھلانے والا ہوتا ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور ایک پلانے والا ہوتا ہے جو مجھے پلاتا ہے۔‘‘

(بخاری کتاب الصوم حدیث نمبر 1963)

روزوں میں معمولات کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ:

’’نبی ﷺ نیکی میں لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ اور رمضان میں بہت زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیلؑ آپؐ سے ملتے اور حضرت جبرئیلؑ رمضان کی ہر رات آپؐ سے ملاقات کرتے تھے۔ یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا نبی ﷺ قرآن کا دور کرتے۔ جب حضرت جبرئیلؑ آپؐ سے ملتے تو آپؐ نیکی میں تازہ چلنے والی ہوا سے بھی تیز ہوتے۔‘‘

(بخاری کتاب الصوم حدیث نمبر 1902)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

’’رمضان کے مہینے میں آپؐ کثرت سے قرآنِ کریم کی تلاوت فرماتے۔حضرت جبرئیل کے ساتھ ہر ماہ قرآن کریم کی دہرائی فرماتے وفات سے قبل آخری رمضان میں آپؐ نے دو بار قرآنِ کریم دہرایا۔‘‘

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

روزہ رکھنے کے شوق اور اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ غیر معمولی صحت،ہمت و طاقت اور برداشت کے باوجود رضائے الٰہی میں جب روزہ چھوڑنے کا حکم ہوتا تو اس پر عمل فرماتے یہ سمجھانے کے لئے کہ ثواب اطاعت میں ہے آپؐ سفر میں روزہ نہ رکھتے سب کے سامنے کچھ کھانے پینے سے اطاعت کا عملی درس دیتے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ:

’’رسول اللہ ﷺ مدینہ سے مکہ کے لئے نکلے تو آپؐ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ آپؐ عسفان پہنچے تو پھر پانی منگوایا اور آپؐ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کرکے اٹھایا تا کہ لوگ دیکھ لیں پھر آپؐ نے روزہ کھول دیا اور اسی حالت افطار میں مکہ پہنچ گئے۔ اور یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔‘‘

(بخاری کتاب الصوم حدیث نمبر 1948)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں:

’’جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آنحضرت ﷺ کمر ہمت کس لیتے بیدار رہ کر راتوں کو زندہ کرتے خود بھی عبادت کرتے اہلِ بیت کو بھی جگاتے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور آپؐ کا یہی معمول وفات تک رہا۔‘‘

(بخاری کتاب الصلوۃ التراویح حدیث 1884)

اس سراج منیر سے روشن ہونے والے بدرِ کامل حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے قرآنی احکام اور سنتِ رسول ﷺ کو سب سے زیادہ سمجھا اور اسلام کے دور آخرین میں اسلام کا،مرور زمانہ سے در آنے والے رطب و یابس سے مبرا،اصلی حسین چہرہ خود عمل کرکے دکھایا۔قرب الٰہی کی راہوں کے متلاشی روزوں کی عبادت کی قبولیت سے خوب واقف تھے۔فرماتے ہیں:

’’یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔صلوۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلئ قلب کرتا ہے۔تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم ص 561-562)

آپؑ نے وہ نقوشِ قدم پا لئے تھے جو سیدھے یار کے کوچے میں لے جاتے ہیں۔ارشاد فرمایا:

’’آنحضرت ﷺ رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے ان ایام میں کھانے پینے کے خیال سے فارغ ہوکر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کرکے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے۔‘‘

(تقاریر جلسہ سالانہ 1906صفحہ 20-21)

وہی مسلسل روزے رکھنے کا انداز، کھانے پینے کے خیال سے فارغ،ہمہ تن درگہ مولا کریم و رحیم پر جھکے ہوئے۔

مکرم مولانا دوست محمد صاحب مورخِ احمدیت تحریر کرتے ہیں:

’’جوانی کے عالم میں ایک دفعہ مسلسل آٹھ نو ماہ تک روزے رکھے اور آہستہ آہستہ خوراک کو اس قدر کم کر دیا کہ دن رات میں چند تولہ سے زیادہ نہیں کھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خدا کے فضل سے اپنے نفس پر اس قدر قدرت حاصل ہے کہ اگر کبھی فاقہ کرنا پڑے تو قبل اس کے کہ مجھے ذرا بھی اضطراب ہو ایک موٹا تازہ شخص اپنی جان کھو بیٹھے۔ بڑھاپے میں بھی جب کہ صحت کی خرابی اور عمر کے طبعی تقاضے اور کام کے بھاری بوجھ نے گویا جسمانی طاقتوں کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔ روزے کے ساتھ خاص محبت تھی۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سحری کھا کر روزہ رکھتے تھے اور دن کے دوران میں ضعف سے مغلوب ہو کر جبکہ قریباً غشی کی سی حالت ہونے لگتی تھی خدائی حکم کے ماتحت روزہ چھوڑ دیتے تھے مگر جب دوسرا دن آتا تو پھر روزہ رکھ لیتے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جدید ایڈیشن جلد 2صفحہ 384)

بقیہ صفحہ 10 پر

حسنیٰ مقبول احمد۔ امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 5

رشک کا مقام دعا ہے

•دنیا کی دولت اور سلطنت رشک کا مقام نہیں۔ مگر رشک کا مقام دعا ہے میں نے اپنے احباب حاضرین۔ اور غیر حاضرین کے لئے جن کے نام یاد آئے یا شکل یاد آئی۔ آج بہت دعا کی اور اتنی دعا کی کہ اگر خشک لکڑی پر کی جاتی تو سرسبز ہو جاتی ہمارے احباب کے لئے یہ بڑی نشانی ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 239 آن لائن ایڈیشن 1984)

مصیبت کے وارد ہونے سے پہلے کی دعا قبول ہوتی ہے

•...اس دن سے ڈرنا چاہیئے جب ایک دفعہ ہی وبا آ پڑے اور سب کو تباہ کر ڈالے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مصیبت کے وارد ہونے سے پہلے جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ خوف وخطر میں مبتلا ہونے کے وقت تو ہر شخص دعا اور رجوع الی اللہ کر سکتا ہے۔ سعادتمندی یہی ہے کہ امن کے وقت دعا کی جائے۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کی حالت سے عبرت حاصل کرے جو اس خطرہ میں مبتلا ہیں۔ یہاں سے تو بہت قریب گاؤں میں یہ بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ وہاں کے حالات دریافت کر کے ہر شخص قبل از وقت عبرت حاصل کر سکتا ہے...

(ملفوظات جلد اول صفحہ 263-262 آن لائن ایڈیشن 1984)

اپنی صداقت پر چار قسم کے نشانات

•اول۔عربی دانی کا نشان.... دوم۔ دعاؤں کا قبول ہونا۔ میں نے عربی تصانیف کے دوران میں تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ کس قدر کثرت سے میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ ایک ایک لفظ پر دعا کی ہے۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مستثنیٰ کرتا ہوں (کیونکہ ان کی طفیل اور اقتداء سے تو یہ سب کچھ ملا ہی ہے) اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں اس قدر قبول ہوئی ہیں کہ کسی کی نہیں ہوئی ہوں گی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ دس ہزار یا دو لاکھ یا کتنی۔ اور بعض نشانات قبولیت کے تو ایسے ہیں کہ ایک عالم ان کو جانتا ہے...

(ملفوظات جلد اول صفحہ 277 آن لائن ایڈیشن 1984)

عربی تصنیفات میں ایک ایک لفظ دعا ہی کا اثر ہے

•عربی تصنیفات میں ایک ایک لفظ دعا ہی کا اثر ہے ورنہ انسانی طاقت کا کام نہیں۔ کہ تحدی کرے۔ اگر دعا کا اثر نہیں تو پھر کیوں کوئی مولوی یا اہل زبان دم نہیں مار سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اہل زبان کے رنگ اور محاورہ پر ہماری کُتب تصنیف ہوئی ہیں۔ ورنہ اہل زبان بھی سارے اس پر قادر نہیں ہوتے کہ کُل مُسلّم محاورات زبان پر اطلاع رکھتے ہوں۔ پس یہ خدا ہی کا فضل ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 280 آن لائن ایڈیشن 1984)

دعا کیا ہے؟

•سخت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ دعا کے مضمون پر پھر قلم اٹھایا جائے۔ کیونکہ پہلے مضامین اس بارہ میں کافی ثابت نہیں ہوئے۔ دعا نہایت نازک امر ہے اور اس کے لئے شرط ہے کہ متدعی اور داعی میں ایسا مستحکم رابطہ ہو جائے کہ ایک کا درد دوسرے کا درد ہو جائے اور ایک کی خوشی دوسرے کی ہو جائے۔ جس طرح شیر خوار بچہ کا رونا ماں کو بے اختیار کر دیتا اور اس کی چھاتیوں میں دودھ اتار دیتا ہے ویسے ہی متدعی کی حالت زار اور استغاثہ پر داعی سراسر رقت اور عقدِ ہمت بن جائے۔

دعا کیلئے توجہ اور رقت بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے

•فرمایا: اصل بات یہ ہے کہ یہ سب امور خدا تعالیٰ کی موہبت ہیں۔ اکتساب کو ان میں دخل نہیں۔ توجہ اور رقت بھی خدا تعالیٰ کے ہاں سے نازل ہوتی ہے۔ جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی کے لئے کامیابی کی راہ نکال دے۔ تو وہ داعی کے دل میں توجہ اور رقت ڈال دیتا ہے۔ مگر سلسلہ اسباب میں ضروری ہوتا ہے کہ داعی کو کوئی محرک شدید جنبش اور حرکت دینے والا ہو۔ اس کی تدبیر بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ متدعی اپنی حالت ایسی بنائے کہ اضطراراً داعی کو اس کی طرف توجہ ہو جائے۔

•فرمایا کہ جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں۔ وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کی نسبت معلوم کر لوں۔ کہ یہ خدمتِ دین کے سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے لئے، خدا کے رسولؐ کے لئے، خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد والم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 324-323 آن لائن ایڈیشن 1984)

ہماری جماعت کو ہمت نہیں ہارنی چاہیئے

•ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ہمت نہ ہار بیٹھے۔ یہ بڑی مشکلات نہیں ہیں۔ میں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہماری مشکلات آسان کر دی ہیں۔ کیونکہ ہمارے سلوک کی راہیں اور ہیں۔ ہمارے ہاں یہ حالت نہیں ہے کہ کمریں جھک جائیں یا ناخن بڑھا لیں۔ یا پانی میں کھڑے رہیں اور چلہ کشیاں کریں یا اپنے ہاتھ خشک کر لیں اور یہاں تک نوبت پہنچے کہ اپنی صورتیں بھی مسخ ہو جائیں۔ ان صورتوں کے اختیار کرنے سے بعض لوگ بخیال خویش باخدا بننا چاہتے ہیں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ایسی ریاضتوں سے خدا تو کیا ملنا ہے انسانیت بھی جاتی رہتی ہے۔ لیکن ہمارے سلوک کا یہ طریق ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اسلام نے اس کے لئے نہایت آسان راہ رکھ دی ہے۔ اور وہ کشادہ راہ وہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحہ:6) یہ دعا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھلائی ہے تو ایسے طور پر نہیں کہ دعا تو سکھا دی لیکن سامان کچھ بھی مہیا نہ کیا ہو۔ نہیں بلکہ جہاں دعا سکھلائی ہے وہاں اس کے لئے سامان بھی مہیا کر دیئے ہیں۔ چنانچہ اس سے اگلی سورۃ میں اس قبولیت کا اشارہ ہے۔ جہاں فرمایا۔ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ (البقرہ:3) یہ گویا ایسی دعوت ہے جس کا سامان پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔

اگر انسان اپنے قویٰ سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے

•غرض یہ قویٰ جو انسان کو دیئے گئے ہیں۔ اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس امت میں بڑی قوت کے لوگ آتے ہیں۔ جو نور اور صدق اور وفا سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی شخص اپنے آپکو ان قویٰ سے محروم نہ سمجھے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی فہرست شائع کر دی ہے جس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ ہمیں ان برکات سے حصہ نہیں ملیگا۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے۔ جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہیئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی مواقع ہیں۔ رکوع، قیام، قعدہ، سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔ ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 352-351 آن لائن ایڈیشن 1984)

مرسلہ : فائقہ بُشریٰ

ارشاداتِ نور

قسط 10

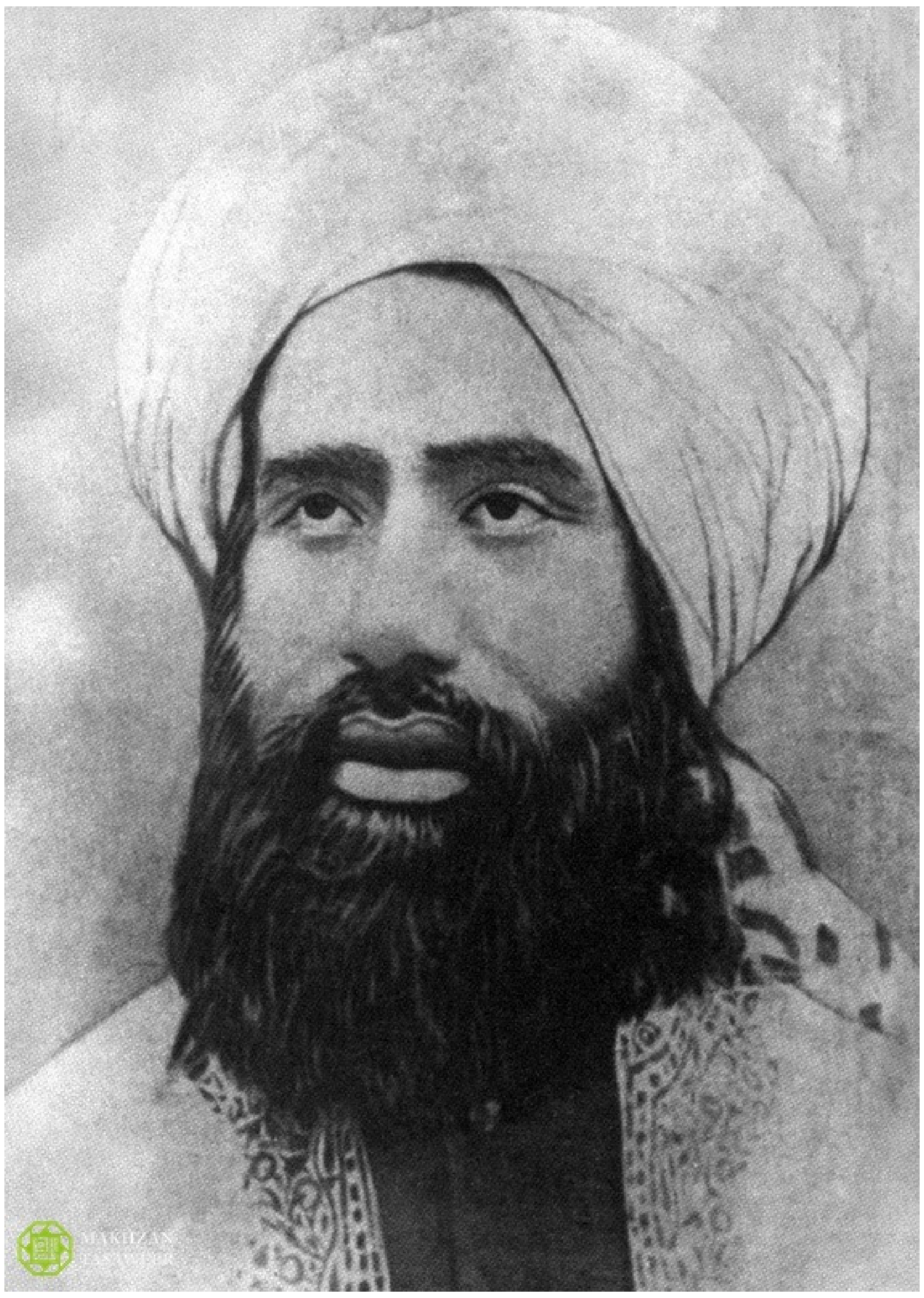

گناہ کے اسباب

فرمایا۔ جو گناہ کرتا ہے وہ جاہل ہوتا ہے وہ بدی کے انجام کو نہیں جانتا۔ میں نے بچھو، سانپ، شیر، گھوڑے، اونٹ کو دیکھا ہے کہ جو چیز ان کے واسطے مضر ہوتی ہے اس کے وہ نزدیک نہیں جاتے۔ گھوڑا خطرے کے مقام سے اپنا آپ بچاتا ہے اور سانپ بھی۔ اگر انسان پکی طرح یہ سمجھ لے کہ میری اس بدی کا انجام کیا ہو گا؟ بدیاں شہوت کے غلبہ سے، صحبت بد سے اور کوتاہ اندیشی سے ہوتی ہیں۔ میں نے ایک ڈاکو سے پوچھا کہ کیا تم کو رحم نہیں آتا۔ اس نے کہا کہ اکیلے تو آتا ہے مگر جب دوسرے مل جاتے ہیں تو پھر رحم نہیں آیا۔ بری صحبت کے برے نتائج ہوتے ہیں۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 186-187)

قصاص کے فائدے

ایک جگہ خون کا بدلہ لینے کی بابت فرمایا۔ وَلَکُمۡ فِی الۡقِصَاصِ حَیٰوۃٌ (البقرۃ:180)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے تو اس سے قصاص لو۔ اس میں کئی فائدے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جب ایک قاتل قتل کیا جائے گا تو جو اور لوگ اس کے ہاتھ سے مارے جاتے وہ بچ جائیں گے۔ دوسرے جو اور ایسے ہی قاتل ہوں گے وہ ڈر جائیں گے۔ اب بتلاؤ کہ جب مرنے مارنے والے بچ گئے تو حیاتی ہوئی کہ نہیں۔ وَلَکُمۡ فِی الۡقِصَاصِ حَیٰوۃٌ پر بہت غور کرو۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 195)

نماز تہجد کی نذر ماننا

ایک شخص نے سوال کیا کہ میں نے ایک کام کے عوض میں تہجد کی نماز نذر مانی ہے۔

فرمایا۔ تہجد کی نذر ماننی میرے نزدیک اچھی نہیں کیونکہ تہجد کی نماز اللہ تعالیٰ نے فرض نہیں فرمائی۔ جب تم نذر مانو گے تو اس صورت میں تہجد کی نماز تم پر فرض ہو جائے گی اور انسان کمزور ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 231)

گناہ سے بچنے کا ذریعہ

فرمایا کہ میں نے کئی ایک بزرگوں سے خود دریافت کیا ہے کہ انسان گناہ سے کس طرح بچ سکتا ہے؟ مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے فرمایا کہ انسان موت کو یاد رکھنے سے بچ جاتا ہے۔ ایک میرے استاد میرے پیر تھے جن سے میں بیعت بھی تھا اور ان کا نام عبد الغنی تھا انہوں نے فرمایا کہ جو انسان ہر وقت خدا تعالیٰ کو سامنے رکھتا ہے وہ بچ جاتا ہے۔ مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام بھی میرے پیر ہی تھے ان سے بھی میں نے بیعت ہی کی ہوئی تھی ان سے میں نے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آدمی بہت کثرت سے استغفار کرنے سے بچ جاتا ہے۔ مدت کی بات ہے ایک مرتبہ میرے دل میں ایک گناہ کا ارادہ ہوا۔ یہاں تک کہ میرا نفس شریعت میں اس کے جواز کے لیے حیلے بہانے تلاش کرنے لگا۔ تب میں نے یہ علاج کیا کہ چھوٹی چھوٹی حمائلیں قرآن شریف کی لے کر اپنے سامنے اور ارد گرد ایسے مقاموں پر لٹکا دیں جہاں کہ جلد جلد میری نظر پڑتی رہے اور اپنی جیبوں میں بھی میں نے رکھ لیں۔ جب اس گناہ کا میرے دل میں خیال پیدا ہوتا تو ان حمائلوں میں سے کسی ایک کو دیکھتا اور کہتا کہ دیکھ تو اس کتاب پر ایمان لایا ہے اور پھر اس قسم کا خیال تیرے دل میں آتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایسا کرنے سے مجھے شرم آ جاتی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ خیال میرے دل سے دور کر دیا۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 236-237)

نیک صحبت کے فائدے

پھر فرمایا کہ نیک صحبت کے بڑے بڑے فائدے ہیں اگر میں تم کو سناؤں تو تم حیران ہو جاؤ۔ بعض اوقات جو لوگ میرے پاس بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں میرے دل میں بڑے زور سے تحریک ہوتی ہے کہ سب کے لیے دعا کر! اور بعض اوقات لوگوں کے دل میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں کہ ان کے لیے دعا کر! بعض اوقات نیک صحبت کے فیض سے بڑے بڑے گناہ رد ہو جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے دربار میں تشریف رکھتے تھے۔ تین آدمی آپ کی مجلس میں آئے۔ ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت نبی کریمؐ کے پاس ایک جگہ خالی ہے۔ وہ آپ کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ دوسرے نے دیکھا کہ قریب تو جگہ ہے نہیں وہ اتنی دور ہو کر بیٹھ گیا جہاں کہ اس کو آواز سنائی دے سکتی تھی۔ تیسرے شخص نے دیکھا کہ نہ تو کوئی ایسی جگہ ہے جہاں میں بیٹھ کر نبی کریمؐ کی آواز سن سکوں اور نہ یہاں کھڑے کو آواز آتی ہے اس لیے یہاں کھڑا ہونا فضول ہے، یہ خیال کر کے وہ وہاں سے چل دیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وحی ہوتی تھی تو رنگت سرخ ہو جاتی تھی اور غنودگی سی طاری ہو جاتی تھی، آپ کی وہ حالت ہو گئی۔ پھر آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اس وقت اس مجلس میں تین آدمی آئے ہیں ایک نے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں جگہ پائی اور وہ اسی قابل تھا۔ دوسرے شخص نے جانے سے شرم کی اور شرم کی وجہ سے یہیں بیٹھ گیا۔ خدا نے بھی اس کے گناہوں کے حساب سے شرم کی اور اس کو معاف کر دیا مگر تیسرے نے منہ پھیرا اور یہاں بیٹھنے کو فضول سمجھ کر چلا گیا خدا نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 239-240)

وَاتَّقُوا اللّٰہَ

تمام انبیاء کی تعلیم کا خلاصہ تمام نیکیوں کا جامع یہ مبارک کلمہ ہے کہ اِتَّقُوا اللّٰہَ۔ ایک دفعہ حضور انور سے ایک مخلص نے عرض کیا کہ مجھے ایک ہی نصیحت ایسی دے دیں جس سے میری دنیا و دین سنور جائے اور میں ٹوٹا پانے والوں میں سے نہ ہوں۔ فرمایا ’’خدا سے ڈر اور سب کچھ کر‘‘

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 244)

مغالطے کس طرح لگتے ہیں

فرمایا۔ ایک طب کی کتاب میں میں نے لکھا ہوا دیکھا کہ یہ نسخہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے عرش پر سے لایا تھا۔ میں متعجب ہوا نسخہ بھی معمولی تھا۔ جب تحقیقات کی گئی اور پرانی کتابوں کا مطالعہ کیا گیا آخر میں اصل حقیقت یہ کھلی کہ جبرئیل ایک یہودی طبیب تھا جو ایک اسلامی بادشاہ محمد نام کا معالج تھا اس نے اپنے بادشاہ کے واسطے یہ نسخہ تجویز کیا تھا جو کسی طب کی کتاب میں درج ہوا اور تخت شاہی کے واسطے عرش کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ غرض یہ سب الفاظ اس نسخہ میں موجود تھے بعد میں کسی نے جب اس کتاب کی نقل کی تو معلوم ہوا کہ ان الفاظ کو دیکھ کر اس نے غلطی کھائی اور خیال کیا کہ کاتب نے لکھنے میں طریق ادب اختیار نہیں کیا اس نے حضرت اور علیہ السلام کے لفظ بڑھا دیئے۔ اس طرح بات کہیں کی کہیں چلی گئی۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 269-270)

سید حاشر ہود احمد۔ جامعہ احمدیہ کینیڈا

کیا گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے؟

کچھ عرصہ قبل نہایت ہی ظالمانہ اور سفا کانہ واقعہ پاکستان میں ہوا۔ ایک سری لنکن کو بڑی بے دردی سے محض گستاخیٔ رسول کے الزام لگائے جانے پر سَو سے زیادہ لوگوں نے قتل کیا اور اس کی لاش کو جلا دیا اور پھر اس کے ساتھ فخر کے طور پر سیلفیاں بھی لیں۔ اور جب قاتلوں میں سے دو کا انٹرویو لیا گیا تو بڑے فخر اور خوشی سے انہوں نے بتایا کہ ہم نے اس کو قتل کیا اور پھر ’’لبیك یا رسول اللّٰہ‘‘ اور ’’من سب نبیا فاقتلوہ‘‘ کے نعرے لگائے۔ اس ملک میں پچھلی چند دہائیوں میں اس طرح کے بے شمار واقعات ہو چکے ہیں اور سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ یہ سب ظالمانہ کاروائیاں ہمارے پیارے آقا رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت نام پر کی جارہی ہیں۔

حضرت محمد ﷺ وہ بابرکت وجود ہیں جنہوں نے نہ صرف انسانوں بلکہ حیوانوں تک پر احسان کرنے کا نہ صرف حکم فرمایا ہے بلکہ خود عمل کر کے مثالیں قائم فرمائیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تمام انسانوں کے لئے اسوہ حسنہ بنایا اور آپؐ کی پیروی کو فرض کر دیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم: 5)

یعنی یقیناً تو بہت بڑے خلق پر فائز ہے۔

پھر فرمایا:

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: 22)

یعنی یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔

نیز فرمایا:

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَیَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ (آل عمران: 32)

یعنی تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

اور ایک اور جگہ فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ (الحجرات: 2)

یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیش قدمی نہ کیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔

ان چار آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے لئے اسوہ حسنہ حضور اکرم ﷺ ہی ہیں۔ اللہ کی محبت ہمیں بغیر اتباعِ نبویؐ کے مل ہی نہیں سکتی اور اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنا اور ایسے کام کرنا جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کئے اور نہ جن کا حکم دیا تو یہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی واضح نافرمانی ہے۔

اول تو یہ خود ہی ان ’’لبیك یا رسول اللّٰہ‘‘ کے نعرے مارنے والوں کی طرف سے گستاخیٔ رسولؐ ہے، کہ جس آقا و مطاع ﷺ نے کسی کو بھی آگ کی سزا دینے سے منع فرمایا اسی کے نام پر ایک معصوم شخص کو آگ میں جلایا گیا۔

حضرت اقدس خاتم الانبیاء رحمۃ اللعالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت سیرت پر اگر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ آنحضرتؐ نے کبھی بھی کسی کو اپنی گستاخی کی وجہ سے قتل نہیں کیا اور نہ کروایا۔ انبیاء علیہم السلام کی تو گستاخیاں ہوتی ہی ہیں جیسا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

یٰحَسۡرَةً عَلَی الۡعِبَادِ ۚ مَا یَاۡتِیۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ (یٰس: 31)

یعنی ’’وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں‘‘۔ اس کے باوجود کوئی رسول گالیاں اور اپنی گستاخیاں سن کر کبھی مخالفین کو قتل کرنے نہیں نکلا۔ بلکہ ہمیشہ صبر اور حوصلہ سے برداشت کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا کیا نام رکھے گئے۔ قرآن کریم نے بے شمار جگہ ذکر فرمایا ہے۔ ساحر کہا گیا۔ مجنون کہا گیا۔ کذاب کہا گیا (نعوذ باللہ) مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی ان کو پیچھے مڑ کر گالی دی اور نہ کبھی ان کے قتل کا حکم صرف اس وجہ سے دیا کہ وہ شتمِ رسول کے مرتکب ہیں۔ اور نہ ہی اپنے پیروکاروں کو یہ تعلیم دی۔

اگر کسی کو جھوٹا اور جادوگر کہا جائے تو وہ بھی اس شخص کی گستاخی ہوتی ہے۔ اس دنیا میں ایک نہایت کثیر تعداد ایسی ہے جو رسول کریم ﷺ کو جھوٹا کہتی ہے۔ خود آنحضرتؐ کے زمانے میں حضورؐ کو دعویٰ نبوت کے بعد سخت جھوٹا کہا جاتا تھا۔ حالانکہ پہلے وہی لوگ حضورؐ کو صادق و امین کے القاب سے یاد کرتے تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَهُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡهُمۡ ۫ وَقَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ (ص: 5)

یعنی اور انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انہی میں سے کوئی ڈرانے والا آیا۔ اور کافروں نے کہا یہ سخت جھوٹا جادوگر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ حضرت اقدس محمد ﷺ کو کفارِ مکہ کذاب اور جادوگر کہتے تھے۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے کبھی ان لوگوں کو اس وجہ سے قتل نہیں کروایا۔ حالانکہ یہ تمام لوگ شاتمِ رسول تھے۔ اور نہ ہی حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم نے ان کو قتل کیا۔ کیا آجکل کے مسلمان ان بزرگوں سے بڑھ کر عاشق رسولؐ ہیں؟ خدا تعالیٰ سورۃ الحجرات کی آیت 2 جو کہ آغاز میں درج کی ہے میں صاف فرماتا ہے کہ رسول سے آگے نہ بڑھنا۔ مگر آجکل کے مسلمان اپنا عشقِ رسول ثابت کرنے کے لئے حضور اکرمؐ کی نافرمانی کرتے ہوئے آپؐ سے آگے بڑھتے ہیں اور بے گناہوں کا قتلِ عام کرتے پھر رہے ہیں۔

عاص بن وائل وہ بد بخت تھا جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہا تھا۔ (تفسیر ابنِ کثیر سورۃ الکوثر آیت 3) مگر حضور ﷺ نے اس پر کوئی فتویٰ قتل نہیں دیا۔ نہ کسی عاشقِ رسولؐ صحابی نے اسے قتل کیا۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے اس کا زبردست جواب دیا اور فرمایا:

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ (الکوثر: 4) یقیناً تیرا دشمن ہی ہے جو ابتر رہے گا۔ اور اس کے بیٹے عمرو بن العاص مسلمان ہوئے۔

ان کفار کی گالیوں اور گستاخیوں کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أَلاَ تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُونَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ

(صحیح البخاری کتاب المناقب باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں تعجب نہیں کہ اللہ قریش کی گالیوں اور ان کی لعنتوں کو مجھ سے کیونکر دور کرتا ہے۔ وہ مذمم (مذمت کیا ہوا) کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں حالانکہ میں تو محمد ہوں۔

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام

حضرت اقدس رحمت اللعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود فرما دیا ہے کہ حضورؐ کو دی ہوئی ہر گالی خود خدا تعالیٰ دور کرتا ہے۔ اور جو بھی کوئی گالی دیتا ہے تو وہ حضورؐ کو پہنچتی ہی نہیں کیونکہ حضورؐ وہ ہیں ہی نہیں۔ حضورؐ تو محمد ﷺ ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جو بھی حضور ﷺ کو نعوذ باللہ کذاب یا مجنون یا ساحر یا کچھ اور کہتا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے الفاظ کے مطابق نہ تو وہ حضورؐ کو گالی دے رہا ہے اور نہ ہی حضور کو اس کی گالی سے کچھ فرق پڑ رہا ہے۔

برصغیر کے مشہور عالم علامہ شبلی نعمانی آنحضرت ﷺ کو دی جانے والی تکالیف کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

’’آنحضرت ﷺ بدستور دعوت اسلام میں مصروف ہوئے، قریش اگرچہ آنحضرت ﷺ کے قتل کا ارادہ نہ کر سکے، لیکن طرح طرح کی اذیتیں دیتے تھے، راہ میں کانٹے بچھاتے تھے، نماز پڑھنے میں جسم مبارک پر نجاست ڈال دیتے تھے، بد زبانیاں کرتے تھے، ایک دفعہ آپ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن معیط نے آپؐ کے گلے میں چادر لپیٹ کر اس زور سے کھینچی کہ آپؐ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔‘‘

(سیرۃ النبیؐ صفحہ 153، از علامہ شبلی نعمانیؒ)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر عاشق رسول کون تھا؟ حضرت ابو بکرؓ سب سے افضل صحابی تھے۔ مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قاتلانہ حملہ آپؐ کے سامنے ہوا تو آپؓ نے اس ظالم کو قتل نہیں کیا۔ حالانکہ سب سے بڑھ کر تو یہی موقعہ ہونا چاہیے تھا کہ حضرت ابو بکرؓ اسی وقت اس ظالم کی گردن اڑا دیتے جو آپؓ کے آقا کو مارنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر آپؓ نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ بلکہ صرف آنحضرت ﷺ کا دفاع کیا۔ اور نہ ہی آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو اس بد بخت کے قتل کا حکم دیا۔ واقعہ یوں ہے کہ:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ، مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَهُوَ يُصَلِّي، فَوَضَعَ رِدَاءَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ أَتَقْتُلُونَ رَجُلاً أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ

(صحیح البخاری کتاب المناقب باب قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلاً)

’’یعنی عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے سخت سے سخت اس سلوک کے متعلق پوچھا جو مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ انہوں نے کہا: میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے آپؐ کی گردن میں (اپنی) چادر ڈالی اور نہایت زور سے آپؐ کا گلا گھونٹا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر آن پہنچے اور انہوں نے عقبہ کو دھکا دے کر آپؐ سے ہٹایا اور کہنے لگے: کیا تم ایک شخص کو اس بات پر مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری پاس کھلے کھلے دلائل بھی لایا ہے۔‘‘

یہ ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اسوہ۔ اور اس سے پیش قدمی کرنے سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات میں منع فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے کوئی انتقام نہیں لیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَا انۡتَقَمَ لِنَفۡسِهٖ شَیۡئًا۔

(کتاب الطبقات الکبیر باب ذکر صفۃ اخلاق رسول اللہ، از محمد بن سعد)

’’یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی بدلہ نہیں لیا۔‘‘

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف گئے اور تبلیغ کی تو وہاں کے اوباش لوگوں نے سخت گالیاں دیں اور حضور ﷺ کو سخت زخمی کیا۔ مگر ان کو بھی آپؐ نے معاف فرما دیا۔ چنانچہ مختصر سیرت الرسول ﷺ میں لکھا ہے کہ:

’’اسی سفر میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی خدمت میں پہاڑوں کے انچارج فرشتہ کو بھیجا کہ اگر آپؐ اشارہ فرمائیں تو وہ ان پہاڑوں کو آپس میں ملا دے، جن کے درمیان مکہ اور طائف واقع ہیں اور دونوں شہروں کو پیس کر رکھ دے؟ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’نہیں۔ بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی پشتوں سے ایسے اشخاص پیدا فرمادے گا جو اسے واحد جان کر اس کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں گردانیں گے۔‘‘ (مختصر سیرت الرسول ﷺ صفحہ 152، از امام محمد بن عبد الوہاب مترجم محمد خالد سیف) اس سفر میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ وہ بھی زخمی ہوئے مگر نہ انہوں نے اور نہ ہی حضورؐ نے کسی ایک مخالف کو قتل کیا۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ شاتمِ رسول اور حضور ﷺ کو دکھ دینے والوں کو حضور ﷺ نے فرشتہ کے ان کو سزا دینے کی اجازت مانگنے کے باوجود منع کیا اور معاف فرما دیا اور فرمایا کہ ان کی نسلوں سے موحد پیدا ہوں گے۔ اگر نبی کو گالی یا دکھ دینے کی سزا قتل ہے تو کیوں رسول اللہ ﷺ نے فرشتہ کو ان ظالموں کو پہاڑوں کے درمیان پیسنے کا ارشاد نہ دیا؟ یہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ۔ ابن سعد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

كَانَ أَحْسَنُ النَّاسِ خُلُقاً لَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، وَلٰكِنْ يَعْفُوَ وَيَصْفَحَ

(کتاب الطبقات الکبیر باب ذکر صفۃ اخلاق رسول اللہ ﷺ، از محمد بن سعد)

’’یعنی آپؐ اخلاق کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بہترین تھے۔‘‘ اگر آپؐ سے کوئی برائی کی گئی تو اس کا بدلہ لینے کے بجائے معاف فرماتے اور درگزر کرتے تھے۔ یہ اس بابرکت وجود کی حضور ﷺ کے متعلق گواہی ہے جن کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا کہ آدھا دین عائشہؓ سے سیکھو۔

بہت سے مسلمان اپنے اس غلط عقیدہ کا دفاع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دراصل یہ مکی واقعات ہیں اور اس وقت رسول کریم ﷺ کو حکومت نہیں ملی اور حضورؐ اور صحابہؓ (نعوذ باللہ) کمزور تھے اس لئے وہ قتل نہ کر سکے۔ اور دلیل کے طور پر وہ کعب بن اشرف اور اس جیسے کچھ اور کفار کا نام لے کر کہتے ہیں کہ یہ دیکھو یہ لوگ حضورؐ کو حکومت ملنے کے بعد قتل کروائے گئے کیونکہ یہ گستاخ اور شاتمِ رسول تھے۔ اول تو یہ خود ان لوگوں کی طرف سے گستاخی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کمزور تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ فرماتا ہے:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ: 68)

یعنی اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ کیا اللہ بھی کمزور ہو گیا تھا (نعوذ باللہ)؟ اور پھر یہ کہ فرشتہ نے آ کر پوچھا مگر پھر بھی ان کے قتل کا حکم نہ دیا۔ اور حضرت ابو بکرؓ جو صحابہؓ میں سب سے افضل تھے، حضرت عمرؓ جن کے سایہ سے بھی شیطان ڈرتا تھا، سید الشہداء حضرت حمزہؓ جن سے ابوجہل بھی ڈر کے خاموش ہو گیا تھا، حضرت علیؓ جن کے متعلق حضورؐ نے فرمایا کہ

لا فتی الا علی ولا سیف الا ذوالفقار، اور بھی بہت سے صحابہؓ۔ کیا سب ہی کمزور تھے؟ یہ کہنا کہ مکی زندگی میں حضور ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کمزور تھے، بدلہ بھی نہ لے سکتے تھے تو یہ تو نہایت ہی ہتک اور گستاخی رسولؐ ہے اور گستاخی صحابہؓ ہے۔ بات صرف اتنی تھی کہ اس وقت صبر کا حکم تھا تا کہ صبر کے ذریعہ ایمانی ترقی ہو سکے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے پیارے آقا کی مدح میں فرماتے ہیں:

’’انسان کا خُلق اس کی فتح اور کامیابی کے متعلق ہوتا ہے کہ جو کچھ صبر وغیرہ اخلاق فاضلہ مصیبت اور بلا کے وقت دکھلاتا ہے وہی فتح اور اقبال کے وقت دکھلاوے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں قسم کے وقتوں پر اخلاق دکھانے کا موقعہ ملا جو خلق عظیم تنگی اور بلا کے وقت آپ نے مکہ میں دکھائے تھے وہی آپ نے بادشاہ ہو کر دکھلایا۔‘‘

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 437)

ان معترضین کا یہ اعتراض بھی غلط ہے۔ کیونکہ کعب بن اشرف اور اس جیسے دوسرے مخالفین کے قتل کا حکم گستاخی رسول اور شتمِ رسول کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ بغاوت اور فساد کی وجہ سے تھا۔ عصر حاضر کے ایک مشہور عالم انجینئر محمد علی مرزا اپنے ایک لیکچر میں جس کا عنوان ہے ’’گستاخِ رسول کی سزا اور امام ابن تیمیہ‘‘ اس میں کہتے ہیں کہ ’’کعب بن اشرف اور جو باقی ایک دو اکا دکا واقعات یہ پیش کر کے plea لیتے ہیں، وہ تو context ہی بالکل different ہے۔ وہ تو عہد شکنی کی سزا ہے۔ وہ بالکل different چیز ہے۔‘‘

صحیح بخاری اور سنن ابی داود اور دیگر کتب احادیث وسیرت میں اس کے قتل کی وجہ لکھی ہوئی ہے اور وہ محض حضور ﷺ کو گالی دینا نہیں تھی۔ چنانچہ سنن ابی داود میں آتا ہے کہ:

وَكَانَ كَعْبُ بْنُ الأَشْرَفِ يَهْجُو النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَيُحَرِّضُ عَلَيْهِ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَأَهْلُهَا أَخْلاَطٌ مِنْهُمُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ يَعْبُدُونَ الأَوْثَانَ وَالْيَهُودُ وَكَانُوا يُؤْذُونَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابَهُ فَأَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ بِالصَّبْرِ وَالْعَفْوِ فَفِيهِمْ أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ الآيَةَ فَلَمَّا أَبَى كَعْبُ بْنُ الأَشْرَفِ أَنْ يَنْزِعَ عَنْ أَذَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَمَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ أَنْ يَبْعَثَ رَهْطًا يَقْتُلُونَهُ فَبَعَثَ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ وَذَكَرَ قِصَّةَ قَتْلِهِ فَلَمَّا قَتَلُوهُ فَزِعَتِ الْيَهُودُ وَالْمُشْرِكُونَ فَغَدَوْا عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوا طُرِقَ صَاحِبُنَا فَقُتِلَ فَذَكَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الَّذِي كَانَ يَقُولُ وَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَى أَنْ يَكْتُبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ كِتَابًا يَنْتَهُونَ إِلَى مَا فِيهِ فَكَتَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمُسْلِمِينَ عَامَّةً صَحِيفَةً

(سنن ابی داود کتاب الخراج والإمارة والفیء باب کیف کان اخراج الیہود من المدینة)

کعب بن اشرف (یہودی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اور کفارِ قریش کو آپؐ کے خلاف اکسایا کرتا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے اس وقت وہاں سب قسم کے لوگ ملے جلے تھے۔ ان میں مسلمان بھی تھے، اور مشرکین بھی جو بتوں کو پوجتے تھے، اور یہود بھی، وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے صحابہ کو بہت ستاتے تھے۔ تو اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو صبر اور عفو و درگزر کا حکم دیا۔ انہیں کی شان میں یہ آیت وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ (تم ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جو شرک کرتے ہیں سنو گے بہت سی مصیبت یعنی تم کو برا کہیں گے، تم کو ایذا پہنچائیں گے، اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرو تو بڑا کام ہے۔) اتری تو کعب بن اشرف جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے باز نہیں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ چند آدمیوں کو بھیج کر اس کو قتل کرا دیں تو آپؐ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ پھر راوی نے اس کے قتل کا قصہ بیان کیا (اس قتل کا قصہ صحیح البخاری کتاب المغازی میں بیان ہوا ہے۔ ناقل) جب ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا تو یہودی اور مشرکین سب خوف زدہ ہو گئے اور دوسرے دن صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ رات میں ہمارا سردار مارا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وہ باتیں ذکر کیں جو وہ کہا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک بات کی دعوت دی کہ آپ کے اور ان کے درمیان ایک معاہدہ لکھا جائے جس کی سبھی لوگ پابندی کریں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور ان کے درمیان ایک عمومی صحیفہ (تحریری معاہدہ) لکھا۔

طبقات ابن سعد میں وہ باتیں بھی لکھی ہیں جن کو حضور اکرم ﷺ نے یہود کو یاد کرایا کہ اِن اِن جرائم کا کعب بن اشرف مرتکب ہوا تھا۔ جب اس کا قتل ہو گیا تو لکھا ہے کہ:

فَأَصْبَحَتِ الْيَهُودُ مَذْعُورِيْنَ، فَجَاءُوْا النَّبِيَّ ، فَقَالُوْا قُتِلَ سَيِّدُنَا غِيلَةً! فَذَكَّرَهُمُ النَّبِيُّ صَنِيْعَةَ وَمَا كَانَ يَحُضُّ عَلَيْهِمْ وَ يُحَرِّضُ فِي قِتَالِهِمْ وَ يُؤْذِيهِمْ، ثُمَّ دَعَاهُمْ إِلٰى أَنْ يَكْتُبُوْا بينه و بينهم صلحاً أَحْسَبَه۔

(کتاب الطبقات الکبیر باب سریّة قتل کعب بن أشرف، محمد بن سعد)

’’یعنی یہود کی صبح خوف کی حالت میں ہوئی، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور شکایت کی کہ ہمارا سردار دغا سے قتل کیا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے اس کے افعال یاد دلائے کہ کس طرح وہ لوگوں کو برانگیختہ کرتا تھا، لڑائی پر ابھارتا تھا اور ایذاء پہنچاتا تھا۔ آپؐ نے انہیں اس امر کی دعوت دی کہ اپنے اور آپؐ کے درمیان ایک معاہدۂ صلح لکھ دیں جو کافی ہو۔‘‘

(ترجمہ از علامہ عبد اللہ العمادی)

یہ تھی کعب بن اشرف کی حقیقت اور اسی سے ملتی جلتی باقی چند ایک باغیوں فسادیوں کی حقیقت۔ مگر ان نام نہاد ملاؤں اور ان کے چیلوں نے آنحضورؐ کی سیرت کو جس طرح سے غلط رنگ دیا ہے

درحقیقت یہی لوگ ہیں جو گستاخی رسولؐ کے مرتکب ہیں۔

آجکل مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ سب سے بڑا شاتمِ رسولؐ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی تھا۔ مگر اس کے ساتھ بھی رسول اللہؐ کا طریقہ مشفقانہ تھا۔ یہ وہ شخص تھا جو حضور ﷺ کے متعلق نہایت نازیبا الفاظ استعمال کرتا تھا۔ یہاںتک کہ خود قرآنِ کریم نے اس کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ فرماتا ہے:

لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ (المنافقون: 9)

یعنی ضرور وہ جو سب سے زیادہ معزز ہے اسے جو سب سے زیادہ ذلیل ہے اس (مدینہ) میں سے نکال باہر کرے گا۔

اس واقعہ کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ:

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنهما قَالَ كُنَّا فِي غَزَاةٍ۔ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِي جَيْشٍ ۔ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ الأَنْصَارِيُّ يَا لَلأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ فَسَمِعَ ذَاكَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى جَاهِلِيَّةٍ؟ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ بِذَلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَقَالَ فَعَلُوهَا، أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم دَعْهُ لاَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ

(صحیح البخاری کتاب التفسیر باب قوله سواء علیهم أستغفرت لهم أم لم تستغفر لهم لن یغفر الله لهم إن الله لا یهدی القوم الفاسقین)

’’یعنی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ کسی غزوہ کے لئے گئے ہوئے تھے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص نے ایک انصاری کی پشت پر ہاتھ مارا۔ اس پر اس انصاری نے باآوازِ بلند کہا کہ اے انصار! میری مدد کو آؤ اور مہاجر نے جب معاملہ بگڑتے ہوئے دیکھا تو اس نے باآوازِ بلند کہا کہ اے مہاجرو! میری مدد کو آؤ۔ یہ آوازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیں۔ تو آپؐ نے دریافت فرمایا۔ یہ کیا زمانہ جاہلیت کی سی آوازیں بلند ہو رہی ہیں؟ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یا رسول اللہؐ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کی پشت پر ہاتھ مار دیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کرنا چھوڑ دو۔ یہ ایک بُری بات ہے۔ بعد میں یہ بات عبد اللہ بن اُبی رئیس المنافقین نے سنی تو اس نے کہا مہاجرین نے ایسا کیا ہے؟ اللہ کی قسم اگر ہم مدینہ لوٹے تو مدینہ کا معزز ترین شخص مدینہ کے ذلیل ترین شخص کو نکال باہر کرے گا۔ عبد اللہ بن اُبی کی یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگئی۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ مَیں اس

منافق کا سر قلم کر دوں۔حضرت عمرؓ کی بات سن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس سے درگزر کرو۔ کہیں لوگ یہ باتیں نہ کہنے لگ جائیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیتا ہے۔

مزید اس واقعہ کے متعلق سیرت ابن ہشام میں آتا ہے کہ:

عبد اللّٰہؓ أَتَی رَسُولُ اللّٰہ ، فَقَالَ یَا رَسُولُ اللّٰہ، إِنَّہُ بَلَغَنِیْ أَنَّكَ تُرِیدُ قَتْلَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ أُبَیّ فِیْمَا بَلَغَكَ عَنْہُ، فَإِنْ كُنْتَ لَابُدَّ فَاعِلاً فَمُرْنِی بِہِ، فَأَنَا أَحْمِلُ إِلَیْكَ رَأْسہ، فَوَاللّٰہِ لَقَدْ عَلِمَتْ الْخَزْرَجُ مَا كَانَ لَھَا مِنْ رَجُلٍ أَبَرَّ بِوَالِدِہِ مِنّی، وَإِنّی أَخْشَی أَنْ تَأْمُرَ بِہِ غَیْرِی فَیَقْتُلَہُ، فَلَا تَدَعْنِی نَفْسِی أَنْظُرُ إِلَی قَاتِلِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ أُبَیّ یَمْشِی فِی النَّاسِ، فَأَقْتُلَہُ فَأَقْتُلَ مُؤْمِناً بِكَافِرٍ، فَأَدْخُلَ النَّارَ؛ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ نَتَرَفَّقُ بِہِ وَ نُحْسِنُ صُحْبَتَہُ مَا بَقِیَ مَعَنَا

(السیرۃ النبویّۃ لإبن ھشام باب غزوہ بنی مصطلق)

’’یعنی حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ عبد اللہ بن ابی کو قتل کرانا چاہتے ہیں بسبب اس کی اس بات کے جو آپ تک پہنچی ہے۔ اگر آپ ضرور ہی اس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اپنے باپ کی گردن اڑا دوں۔قسم ہے خدا کی خزرج اس بات کو جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں ہے۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر میرے سوا کسی اور شخص کو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اس نے قتل کیا تو پھر مجھ سے ہرگز گوارہ نہ ہوگا کہ میں اس قاتل کو زندہ زمین پر چھوڑ دوں پھر میں اس مؤمن کو کافر کے بدلے میں قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم اس کے ساتھ نرمی اور احسان کا معاملہ کریں گے۔

یہ تھا حضرت خاتم الانبیاء رحمۃ اللعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ۔ اس شاتمِ رسول کو بھی جس کی دی ہوئی گالی کو خود قرآن نے بطور گواہی بیان فرمایا ہے اس بد بخت کے متعلق بھی حضورؐ فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہم نرمی کریں گے۔ تو پھر اور کون ہے جو یہ کہے کہ گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے۔ جب عبد اللہ بن ابی فوت ہوا تو اس وقت آنحضرت صلعم کا کیا رویہ تھا۔ حدیث میں آتا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنھما أَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ أُبَیٍّ لَمَّا تُوُفِّیَ جَاءَ ابْنُہُ إِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ أَعْطِنِی قَمِیصَكَ أُكَفِّنْہُ فِیہِ، وَصَلِّ عَلَیْہِ وَاسْتَغْفِرْ لَہُ، فَأَعْطَاہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَمِیصَہُ فَقَالَ آذِنِّی أُصَلِّی عَلَیْہِ فَآذَنَہُ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ یُصَلِّیَ عَلَیْہِ جَذَبَہُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَقَالَ أَلَیْسَ اللّٰہُ نَھَاكَ أَنْ تُصَلِّیَ عَلَی الْمُنَافِقِینَ فَقَالَ أَنَا بَیْنَ خِیَرَتَیْنِ قَالَ اسْتَغْفِرْ لَھُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِینَ مَرَّۃً فَلَنْ یَغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ فَصَلَّی عَلَیْہِ

(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب الْكَفَنِ فِی الْقَمِیصِ الَّذِی یُكَفُّ أَوْ لَا یُكَفُّ، وَمَنْ كُفِّنَ بِغَیْرِ قَمِیصٍ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن ابیّ جب مر گیا تو اس کا بیٹا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپؐ مجھے اپنی قمیص دیں تا میں اس میں اس کو کفناؤں اور آپؐ اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں اور اس کی مغفرت کی دعا کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی قمیص دی اور فرمایا: (جب جنازہ تیار ہو تو) مجھے اطلاع دینا۔ اس کا جنازہ میں پڑھوں گا۔ چنانچہ اس نے آپؐ کو اطلاع دی۔ جب آپ نے اس کا جنازہ پڑھنا چاہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کو کھینچ لیا اور کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو منافقوں کا جنازہ پڑھنے سے منع نہیں کیا۔ آپؐ نے جواب دیا: مجھے دو باتوں کا اختیار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ان کے لئے مغفرت کی دعا کر یا نہ کر اگر ستر بار بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ چنانچہ آپؐ نے اس کا جنازہ پڑھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں:

’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک اپنے اخلاق دکھائے ہیں کہ بعض وقت ایک بیٹے کے لحاظ سے جو سچا مسلمان ہے منافق کا جنازہ پڑھ دیا ہے بلکہ اپنا مبارک کُرتہ بھی دے دیا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 262)

جب فتح مکہ ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمام وہ کفار حاضر کئے گئے جو پچھلے انیس بیس سالوں سے دکھ پہ دکھ اور تکالیف پہ تکالیف دیتے جا رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان کی گستاخیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کو معاف فرما دیا۔ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

’’آپؐ نے مجمع کی طرف دیکھا تو جبارانِ قریش سامنے تھے۔ ان میں وہ حوصلہ مند بھی تھے جو اسلام کے مٹانے میں سب سے پیش رو تھے۔ وہ بھی تھے جن کی زبانیں رسول اللہ ﷺ پر گالیوں کے بادل برسایا کرتی تھیں۔ وہ بھی تھے جن کی تیغ و سنان نے پیکر قدسی ﷺ کے ساتھ گستاخیاں کی تھیں۔ وہ بھی تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے راستہ میں کانٹے بچھائے تھے۔ وہ بھی تھے جو وعظ کے وقت آنحضرت ﷺ کی ایڑیوں کو لہولہان کر دیا کرتے تھے۔ وہ بھی تھے جن کی تشنہ لبی خونِ نبوت کے سوا کسی چیز سے بھی بجھ نہیں سکتی تھی۔ وہ بھی تھے جن کے حملوں کا سیلاب مدینہ کی دیواروں سے آ آ کر ٹکراتا تھا۔ وہ بھی تھے جو مسلمانوں کو جلتی ہوئی ریت پر لِٹا کر ان کے سینوں پر آتشیں مہریں لگایا کرتے تھے۔ رحمتِ عالم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور خوف انگیز لہجہ میں پوچھا: ’تم کو کچھ معلوم ہے میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟‘ یہ لوگ اگرچہ ظالم تھے، شقی تھے، بے رحم تھے، لیکن مزاج شناس تھے۔ پکار اٹھے کہ: ’أَخٌ كَرِیمٌ وإِبنُ أَخٍ كَرِیمٍ تو شریف بھائی ہے، اور شریف برادزادہ ہے۔ ارشاد ہوا: لَا تَثْرِیبَ علیکمُ الیومَ اذْھَبُوْا فَأَنتم الطلقاء۔ تم پر کچھ الزام نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ کفارِ مکہ نے تمام مہاجرین کے مکانات پر قبضہ کر لیا تھا۔ اب وہ وقت تھا کہ ان کے حقوق دلائے جاتے۔ لیکن آپؐ نے مہاجرین کو حکم دیا کہ وہ بھی اپنی مملوکات سے دست بردار ہو جائیں۔‘‘

(سیرۃ النبیؐ صفحہ 315۔316 از علامہ شبلی نعمانی)

أُطْلُبْ نَظِیرَ كَمَالِہِ
فَسَتَنْدَمَنَّ مُلَدَّدَا

تو اس کے کمال کی نظیر تلاش کر
سو تو (اس میں) یقیناً حیران ہو کر شرمندہ ہو گا۔

یہ ہے حضور ﷺ کا حقیقی اسوہ۔خواہ کافر ہو خواہ منافق حضورؐ نے ہر ایک کے ساتھ نیک سلوک کیا۔عصر حاضر کا مشہور عالمِ دین انجینئر محمد علی مرزا اپنے لیکچر میں کہتا ہے کہ:

’’عبد اللہ ابن ابی واضح مثال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ اللعالمین ہونے کی۔ اور دعوت کے اعتبار سے آپ ﷺ کی حکمتِ عملی کیا تھی۔ غلبہ بھی ہو گیا تھا اسلام کا۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان لوگوں کو قتل نہیں کروایا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر کئی لوگوں کے قتل کے فتوے دیئے۔ انہوں نے بھی جب آ کے معافی مانگ لی… عکرمہ ابن ابی جہل، کہا تھا غلافِ کعبہ میں بھی چھپا ہو تو قتل کر دینا۔ اس نے آ کے حضورؐ سے معافی مانگ لی۔ آپؐ نے معاف کر دیا حالانکہ اس سے بڑا کوئی گستاخ نہیں تھا۔‘

اس بارہ میں علامہ شبلی نعمانی مؤطا امام مالک سے حدیث نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’حارث بن ہشام کی صاحبزادی ام حکیمؓ عکرمہ بن ابی جہل کی زوجہ تھیں۔ وہ فتح مکہ کے دن اسلام لائیں لیکن ان کے شوہر عکرمہ بن ابوجہل اسلام سے بھاگ کر یمن چلے گئے۔ ام حکیمؓ یمن گئیں اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئے اور مکہ میں آئے۔ آنحضرت ﷺ نے جب ان کو دیکھا تو فرطِ مسرت سے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اس تیزی سے ان کی طرف بڑھے کہ جسم مبارک پر چادر تک نہ تھی، پھر ان سے بیعت لی۔‘‘(سیرۃ النبیؐ صفحہ 319 از علامہ شبلی نعمانی)

حضرت اقدس مسیح موعود و امام مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ و السلام ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری شان میں فرماتے ہیں:

’’حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں اور دوسرے لوگوں پر بکلّی فتح پا کر اور ان کو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر پھر ان کا گناہ بخش دیا۔ اور صرف انہیں چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لئے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا اور بجز ان ازلی ملعونوں کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا اور فتح پا کر سب کو لا تثریب علیکم الیوم کہا…اور حقانی صبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جو ایک زمانہ دراز تک آنجنابؐ نے اُن کی سخت سخت ایذاؤں پر کیا تھا آفتاب کی طرح اُن کے سامنے روشن ہو گیا۔‘‘

(براہینِ احمدیہ حصہ سوم حاشیہ 11، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 286۔288)

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت
بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

’’اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تیری تعریف کرے تو تہہ دل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مدح خواں بن جا۔‘‘

یہ وہ اسوہ ہے جس کی ہمیں پیروی کرنی چاہئے۔یعنی اپنے شدید سے شدید مخالف کو بھی معاف کرنا چاہئے۔ ہاں اگر وہ اللہ اور رسولؐ کا دشمن ہے تو زیادہ سے زیادہ اس سے قطع تعلقی کا حکم ہے۔ مگر اس سے پہلے اس کو دعوتِ حق کی طرف بلانے کا کام بھی ہمارا ہے کیونکہ آج کل بہت سے لوگ کم علمی اور نافہمی کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھتے ہیں۔ ان کو حقیقت کا علم نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ كَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (حٰمٓ السجدۃ:35)

نہ اچھائی برائی کے برابر ہو سکتی ہے اور نہ برائی اچھائی کے (برابر)۔ ایسی چیز سے دفاع کر کہ جو بہترین ہو۔ تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی تھی وہ اچانک ایک جاں نثار دوست بن جائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت پر ایسا زبردست عمل کر کے دکھایا کہ جانی دشمن دوست ہو گئے۔حضرت عمرؓ جو حضورؐ کو قتل کرنے نکلے تھے ایسے مخلص ہوئے کہ آنحضرت ﷺ کے دوسرے خلیفہ ہوئے۔ حضرت عکرمہؓ ایسے جاں نثار ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو شہادت کے مقام پر پہنچایا۔ بے شمار ایسے دشمن تھے جو شاتم اور گستاخِ رسولؐ تھے مگر حضور اکرمؐ کے اسوہ سے گہرے دوست بن گئے اور ہر چیز اور ہر شخص سے بڑھ کر اللہ اور رسولؐ سے محبت رکھنے والے ہو گئے۔ یہ وہ کامل اور حسین نمونہ ہے جسے اپنانے کی آج مسلمانوں کو سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ جتنی بھی گستاخیاں ہو رہی ہیں یہ آجکل کے مسلمانوں کے رویہ کو دیکھ کر ہو رہی ہیں نہ کہ حضور ﷺ کی سیرت پڑھ کر۔ بلکہ جب امام جماعت احمدیہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مغربی ممالک کے حکمرانوں کے سامنے اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی امن پسند تعلیم اور سیرت پیش کرتے ہیں تو ان غیر مسلموں کا برملا اظہار ہوتا ہے کہ ایسی پیاری تعلیم تو ہمیں پہنچی ہی نہیں۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ جو کچھ مسلمان آجکل کر رہے ہیں وہی اسلام ہے۔ تو دراصل یہ مسلمانوں کی غلطی ہے کہ وہ حضور ﷺ کی سیرت کی حقیقی تصویر غیر مسلموں کو پیش نہیں کرتے۔

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں
جو دیکھا وہ حسن اور وہ نورِ جبیں
پھر اس پر وہ اَخلاق اکمل تریں
کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خلقِ کامل زہے حسنِ تام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

ان تمام حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ توہینِ رسالت کی کوئی دنیاوی سزانہیں۔شاتمِ رسول کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ہاں ہمارا یہ کام ہے کہ ان تک حضرت اقدس خاتم الانبیاء رحمۃ اللعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح سیرت اور حضور کا حسین اسوہ پیش کریں اور اگر وہ باز نہ آئیں تو ان سے کنارہ کشی کر لیں۔ مگر نہ ان کو قتل کرنے کی اسلام نے اجازت دی ہے اور نہ ہی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت اسلام دیتا ہے جیسا کہ پاکستان میں سری لنکن شخص کے ساتھ کیا گیا۔ بس ایسے شخص سے قطع تعلقی کر لینا چاہیے۔ مگر قتل جائز نہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام سیرت نبویؐ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اوّل ہی اوّل انسان کی نظر انسانی اخلاق پر پڑتی ہے اس واسطے اس خُلق کا کمال ایک بڑا بھاری اور شاندار معجزہ ہے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسے کئی ایک نمونے پائے جاتے ہیں کہ بعض لوگوں نے محض آپؐ کے اخلاقی کمال کی وجہ سے اسلام قبول کیا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مشرک عیسائی مہمان آیا۔صحابہؓ اُس کو اپنا مہمان بنانا چاہتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں یہ میرا مہمان ہے اس کا کھانا میں لاؤں گا۔ چنانچہ اس مشرک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے ہاں مہمان رکھا اور اس کی بہت خاطر تواضع کی اور عمدہ عمدہ کھانے اس کو کھلائے اور عمدہ مکان اور اچھا بسترہ اس کو رات بسر کرنے کے واسطے دیا مگر وہ بوجہ کھانا زیادہ کھا جانے کے بدہضمی کی وجہ سے رات بھر اسی کوٹھری میں رفع حاجت کرتا رہا۔ مکان اور بسترہ خراب کر دیا۔ صبح منہ اندھیرے ہی شرم کے مارے اُٹھ کر چلا گیا مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کی اور وہ نہ ملا تو بہت ہی افسوس کیا اور کپڑے جو نجاست سے آلودہ ہوگئے تھے خود اپنے دستِ مبارک سے صاف کر رہے تھے کہ وہ اتنے میں واپس آ گیا کیونکہ وہ اپنی ایک بیش قیمت صلیب بھول گیا تھا۔ اس کو آتے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اس سے کوئی اظہارِ رنج نہیں فرمایا بلکہ آپ نے اس کی مدارات اور خاطر کی اور اسکی صلیب نکال کر اس کو دیدی۔ وہ شخص اس واقعہ سے ایسا متاثر ہوا کہ وہیں مسلمان ہو گیا۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 502)

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

’’اُس انسانِ کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں، مگر اس خُلقِ مجسّم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا۔ اُن کے لئے دعا کی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا، تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح وسلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اُس پر حملہ نہ کر سکیں گے؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضورؐ کے مخالف آپؐ کی عزّت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے۔ یا سامنے تباہ ہوئے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 64)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں فرماتے ہیں:

’’وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔...وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو...اللّٰھم صل وسلّم و بارك علیہ و اٰلہ و اصحابہ۔‘‘

(اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

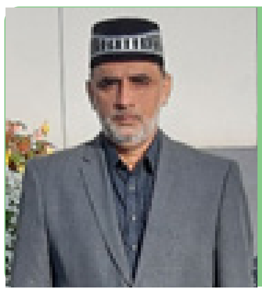

رپورٹ: لئیق احمد مشتاق۔ مبلغ سلسلہ سُرینام، جنوبی امریکہ

جماعت احمدیہ سُرینام کی مساعی

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے ساتھ مورخہ 19/ فروری کو جماعت سُرینام کو بھی جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ فروری کے وسط میں حکومت کی طرف سے کووڈ 19 کے سلسلہ میں عائد پابندیوں میں نرمی کے اعلان کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ پیشگوئی مصلح موعود پہلا جماعتی پروگرام ہے جو دوسال کے وقفے کے بعد مسجد ناصر میں اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا۔ احباب جماعت بہت ذوق شوق کے ساتھ اس پروگرام میں شامل ہوئے، اور ان کی خوشی دیدنی تھی۔ حاضرین کو ماسک کی پابندی اور سماجی فاصلے کے ساتھ بٹھایا گیا۔

نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد اس جلسے کی کاروائی کا آغاز مکرم شمشیر علی صاحب صدر جماعت کی صدارت میں ہوا۔ عزیزم محمد صہیب اسد نے سُوۡرَۃُ حٰمٓ السَّجۡدَۃِ کی آیات 31 تا 34 کی تلاوت کی اور ان آیات کا ڈچ ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد حارث احمد مظفر نے منظوم کلام ترنم کے ساتھ پیش کیا۔ جلسے کی پہلی تقریر عزیزم جنید اسلم نے ’’حضرت مصلح موعودؓ کے ذوق عبادت‘‘ کے حوالے سے کی۔ جس میں موصوف نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت الٰہی کے حصول، اور غلبہ اسلام کے لئے کی جانے والی دعاؤں کے ایمان افروز واقعات پیش کیے۔

محترم شمشیر علی صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی کے اہم واقعات کا خاکہ پیش کیا، تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے حوالے سے آپ کی شبانہ روز کوششوں کا تذکرہ کیا۔

خاکسار نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں افراد جماعت کی ذمہ داریاں بیان کیں۔ اور احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مشن کو آگے بڑھانے اور کامیاب بنانے کے لیے اپنا حصّہ ڈالیں اور نمازوں، دعاؤں، مال اور وقت کی قربانی کے ساتھ اس مقدس مشن کی ترقی کے لیے ہر وقت خلیفہ وقت کے سلطان نصیر بننے کی کوشش کریں۔

اس جلسہ میں 80 افراد جماعت شامل ہوئے، اور سب نے نہایت خاموشی اور تحمل کے ساتھ پروگرام سے استفادہ کیا۔ اختتامی دعا کے بعد حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا، لجنہ اماء اللہ کی ٹیم کو کھانا تیار کرنے کی توفیق ملی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

مورخہ 3/ فروری کو ایوان صدر میں ایک دعائیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا، جس میں تمام مذاہب کے نمائندوں کو شمولیت کی دعوت دی گئی۔ جماعت کا تین رکنی وفد اس تقریب میں شامل ہوا۔ جہاں ہمیں صدر مملکت سے ملاقات اور گفتگو کا موقعہ ملا۔ 18/ فروری 2022ء صدر کے چیف پروٹوکول آفیسر کی طرف سے اس تقریب میں شرکت کے لئے اظہار تشکر کا خط موصول ہوا۔

روس اور یوکرائن کی جنگ کے حوالے سے امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر مشتمل جو پریس ریلیز 24/ فروری 2022ء جاری کیا گیا، فوری طور پر اس کا ڈچ ترجمہ کر کے ملک کی معروف نیوز ویب سائٹ (StarNieuws) ’’سٹار نیوز‘‘ کو بجھوایا گیا، جو 25/ فروری کی صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر کے ساتھ شائع ہوا۔ تین لاکھ سے زائد لوگ اس ویب سائٹ سے استفادہ کرتے ہیں۔ ہالینڈ اور سرینام کی چار نیوز ویب سائٹس نے اس خبر کو اپنے مرکزی صفحے پر شیئر کیا۔

سٹار نیوز کے فیس بک پیج پر بیسیوں افراد نے اس پر مثبت تبصرے کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رخ روشن کے حوالے سے ’’سینا سنتھیا گنگا دیال‘‘ نامی ایک صارف نے لکھا:

Ik heb totaal niks te doen met deze man maar altijd als ik hem zie komt hij zo .indrukwekkend over bij mij.goed bedoeld

’’میرا اِس آدمی سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جب بھی میں اسے دیکھتی ہوں وہ مجھے بہت متاثر کن شخصیت اور پاکیزہ خیالات والا لگتا ہے۔‘‘

جمعۃ المبارک 25/ فروری کو حضورِانور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے موجودہ خطرناک حالات کے متعلق جو تنبیہ فرمائی اور دعا کی تحریک کی، ان ارشادات کا ڈچ ترجمہ بشمول پریس ریلیز ملک کی دوسری معروف ویب سائٹ (GFC Nieuws) ’’جی ایف سی نیوز‘‘ کو بجھوایا۔ جو 26/ فروری کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر کے ساتھ شائع ہوا۔ اس نیوز ویب سائٹ کے قارئین کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔ تین اور نیوز ویب سائٹس نے اس خبر کو اپنے مرکزی صفحے پر شیئر کیا۔ یوں دو دن کے اندر عافیت کے حصار امام آخر الزّمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشین اور خلیفہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادت سُرینام کے عوام الناس تک پہنچے۔

قارئین الفضل کی خدمت میں جماعت سُرینام کے نفوس و اموال میں برکت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

ذات سے مایوسی کا تو کوئی سوال ہی نہیں، صرف ان راستوں پر چلنے کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کو پانے کے راستے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو پانے کے وہ اسلوب سیکھنے کی ضرورت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائے جو ایک عرصے سے بھولی بسری یادیں بن چکے تھے اور جن کو دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے رکھا۔ پس ہم وہ خوش قسمت ہیں جو اس امام کو ماننے والے ہیں جس نے ان راستوں کو صاف کر کے ہماری ان کی طرف راہنمائی فرمائی۔ ہمارے ذہنوں کی گرد بھی جھاڑی جس سے بدعات اور غلط روایات سے ہمارے ذہن پاک و صاف ہوئے، جس میں آجکل غیراحمدی معاشرہ ڈوبا ہوا ہے۔ بہت ساری غلط روایات ہیں جو ان میں راہ پکڑ گئی ہیں، بدعات کا دخل ہوگیا ہے جس سے ان کی بعض باتیں اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم سے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تھی کوسوں دور چلی گئی ہیں اور ان باتوں میں ایک جمعۃ الوداع کا تصور بھی ہے۔ جبکہ قرآن کریم اور احادیث میں جمعۃ الوداع کا کوئی تصور نہیں ملتا۔ ہاں جمعہ کی اہمیت ہے اور بہت اہمیت ہے، جس کا میں ان آیات کی روشنی میں جو میں نے تلاوت کی ہیں اور احادیث کی روشنی میں ذکر کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے میں نہایت افسوس سے اس بات کا ذکر کروں گا کہ امام الزمان کی بیعت میں آنے کے باوجود اور باوجود اس کے کہ خلفاء احمدیت اس تصور کو ذہنوں سے نکالنے کے لئے بارہا اس طرف توجہ دلا چکے ہیں بعض احمدی بھی معاشرے کی اس برائی اور بدعت کا شکار ہو کر جمعہ کی اہمیت کو بھلا کر جمعۃ الوداع کا تصور ذہنوں میں بٹھائے ہوئے ہیں۔ اور ایسے لوگ چاہے زبان سے اس بات کا اقرار کریں یا نہ کریں اپنے حال سے، اپنے عمل سے یہ اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ عموماً سارا سال مساجد میں جمعوں پر جو حاضری ہوتی ہے، رمضان کے دنوں میں خاص قسم کا ماحول بننے کی وجہ سے جمعوں میں حاضری اس سے بہت بہتر ہو جاتی ہے۔ لیکن رمضان کے آخری جمعہ میں یہ حاضری رمضان کے باقی جمعوں کی نسبت بہت آگے بڑھ جاتی ہے جس سے صاف ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ آج توجہ زیادہ ہے۔ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ مرکز میں یا جہاں خلیفۂ وقت نماز جمعہ پڑھا رہے ہوں وہاں اس جمعے میں شامل ہونے کی لوگ زیادہ کوشش کرتے ہیں جو ٹھیک ہے لیکن اگر جماعتیں جائزہ لیں تو ہر مسجد میں رمضان کے آخری جمعہ کی حاضری پہلے سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ پس یہ عمل ظاہر کر رہا ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ میں شامل ہو جاؤ، جمعہ پڑھ لو اور گناہ بخشوا لو۔ یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں پہلے سے بڑھ کر بندے کے ساتھ بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔ لیکن بندے کو بھی اللہ تعالیٰ کے اس سلوک کی وجہ سے حتی الوسع اس تعلیم پر قائم رہنے کی کوشش کرنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے اور جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر جمعہ کے دن کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن جمعۃ الوداع کی کسی اہمیت کا تصور نہیں ملتا۔ بلکہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں اس آخری جمعہ میں جو رمضان کا آخری جمعہ ہے، یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اس جمعہ سے اس طرح گذریں اور نکلیں کہ رمضان کے بعد آنے والے جمعہ کی تیاری اور استقبال کر رہے ہوں اور پھر ہر آنے والا جو جمعہ ہے وہ ہر نئے آنے والے جمعہ کی تیاری کرواتے ہوئے ہمیں روحانیت میں ترقی کے نئے راستے دکھانے والا بنتا چلا جائے اور یوں ہمارے اندر روحانی روشنی کے چراغ سے چراغ جلتے چلے جائیں اور یہ سلسلہ کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہو اور ہر آنے والا رمضان ہمیں روحانیت کے نئے راستے دکھاتے چلے جانے والا رمضان ہو، نئی منازل کی طرف راہنمائی کرنے والا رمضان ہو جس کا اثر ہم ہر لحہ اپنی زندگیوں پر بھی دیکھیں اور اپنے بیوی بچوں پر بھی دیکھیں اور اپنے ماحول پر بھی دیکھیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 20؍ اکتوبر 2006ء)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

برے اعمال سے بچنے کی کوشش ہی انسان کو اُس سزا سے بچاتی ہے۔ پہلے لوگوں کی خطاؤں کی وجہ سے اُن پر ایسی حکومتیں مسلّط کر دی گئیں جو اُن کے حقوق کا خیال نہیں رکھتی تھیں۔ پس ہمیں ایسے حکمرانوں سے بچا جو ہمارے لئے سزا بن گئے ہیں اور تیری ناراضگی کی وجہ سے یہ سزا ہم پر مسلّط ہے۔ اگر تو ناراضگی کی وجہ سے ہے تو بہت زیادہ درد سے دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ صرف امتحان ہے تو اس امتحان کو بھی ہم سے ہلکا کر دے۔

پھر یہ دعا سکھائی کہ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ۔ بعض دفعہ دوسروں کی سزا کا بھی اثر انسان پر پڑتا ہے۔ یا کسی نہ کسی طریقے سے اثر پہنچ رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اس سے بچنے کی بھی دعا سکھائی کہ اللہ تعالیٰ دوسروں کے قصور کی سزا کے اثرات سے بھی بچائے رکھے۔ لڑائی اور جنگ میں دہشت گردی کے حملوں میں جن کو مارنا مقصود نہیں ہوتا، وہ بھی مارے جاتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے، کسی خاص گروپ کو مارنا چاہتے تھے لیکن وہاں جو بھی گیا وہ مر گیا۔ معصوم بچے بھی مرجاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا ہے کہ مَالَا طَاقَةَ لَنَابِهٖ کی شرط اس لئے ہے کہ یہاں ناراضگی کا سوال نہیں، بلکہ دنیاوی مسائل اور ابتلاؤں کا ذکر ہے۔ ناراضگی تو خدا تعالیٰ کی چھوٹی بھی برداشت نہیں ہوتی لیکن چھوٹی تکلیف برداشت کر لی جاتی ہے۔ پس روحانی سزا میں یہ دعا ہے کہ ہمیں تیری کسی ناراضگی کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔ مگر جب دنیاوی تکالیف کا ذکر آیا تو وہاں یہ دعا سکھائی کہ مجھے چھوٹے موٹے ابتلاؤں پر اعتراض نہیں۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ ہمیشہ پھولوں کی سیج پر چلتا رہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی آزمائش کے لئے فرمایا ہے کہ میں امتحان لوں گا۔ البتہ وہ ابتلاء جو دنیا میں تیری ناراضگی کا موجب نہیں ہیں اور دنیا میں آتے رہتے ہیں، اُن کے بارے میں میری یہ دعا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ ابتلا میری طاقت سے بالا ہو۔ مومن ابتلاؤں کی خواہش نہیں کرتا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں مومن کو آزماتا ہوں، اس لئے آزمائش کو آسان کرنے کی دعا بھی سکھا دی۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 659)

(خطبہ جمعہ 8؍ مارچ 2013ء)

بقیہ: ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام...... از صفحہ 2

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اس طرح کا مجاہدہ بتوفیقِ الٰہی بھرپور ہمت سے کر سکے مگر عام طور پر اس طرح کے مجاہدوں سے منع فرماتے۔ حضرت میر محمد اسمٰعیلؓ تحریر فرماتے ہیں:

’’آپؑ نے اوائل عمر میں گوشۂ تنہائی میں بہت بہت مجاہدات کئے ہیں اور ایک موقع پر متواتر چھ ماہ تک روزے منشائے الٰہی سے رکھے اور خوراک آپ کی صرف نصف روٹی یا کم روزہ افطار کرنے کے بعد ہوتی تھی۔ اور سحری بھی نہ کھاتے تھے اور گھر سے جو کھانا آتا وہ چھپا کر کسی مسکین کو دیدیا کرتے تا کہ گھر والوں کو معلوم نہ ہو۔ مگر اپنی جماعت کے لئے عام طور پر آپؑ نے ایسے مجاہدے پسند نہیں فرمائے۔‘‘

(مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ صفحہ 544)

حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگمؓ روایت فرماتی ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جوانی کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں مجھ کو معلوم ہوا یا فرمایا اشارہ ہوا کہ اس راہ میں ترقی کرنے کے لئے روزے رکھنے بھی ضروری ہیں۔ فرماتے تھے پھر میں نے چھ ماہ لگاتار روزے رکھے اور گھر میں یا باہر کسی شخص کو معلوم نہ تھا کہ میں روزہ رکھتا ہوں صبح کا کھانا جب گھر سے آتا تو میں کسی حاجتمند کو دے دیتا تھا اور شام کا خود کھا لیتا تھا... آخر عمر میں بھی آپ روزے رکھا کرتے تھے خصوصاً شوال کے چھ روزے التزام کے ساتھ رکھتے تھے اور جب کبھی آپ کو کسی خاص کام کے متعلق دعا کرنا ہوتی تھی تو آپ روزہ رکھتے تھے۔ ہاں مگر آخری دو تین سالوں میں بوجہ ضعف و کمزوری رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے تھے۔‘‘

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 14)

روزوں سے اللہ تبارک تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوئی آپؑ فرماتے ہیں:

’’میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے۔ لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 562)

’’میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔‘‘

(الحکم 24 فروری 1901ء صفحہ 14)

شعائر اسلام کی پابندی کرانے کے لئے آپؑ بہت موثر انداز میں تلقین فرماتے۔ ایک مسافر جو قریباً عصر کے وقت قادیان پہنچے تھے حضور اقدسؑ نے روزہ کھول دینے کا ارشاد فرمایا مگر ان کی ہچکچاہٹ دیکھ کر آپؑ نے فرمایا:

’’آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اس نے فرما دیا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہئے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اول ص 97)

آپؑ کی تحریروں میں قرآن و حدیث کی روشنی میں روزے کی اہمیت، تاکید، آداب، مسائل، اجر وثواب کے بارے میں ہر جہت سے تعلیم موجود ہے۔ دعا ہے کہ ہم اس بابرکت عبادت کو اپنے محبوبوں کے انداز میں اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔ آمین اللھم آمین۔

سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

ڈیٹرائیٹ، امریکہ میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد

ڈیٹرائیٹ جماعت میں مورخہ 20 مارچ 2022 بروز اتوار کو یوم مسیح الموعود کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز ظہر کی نماز کے بعد تلاوتِ قرآنِ کریم اور ترجمہ سے شروع ہوا۔ اسکے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام سے ایک نظم خوش الحانی سے پیش کی گئی۔ صدر محترم مقبول طاہر صاحب نے تمام حاضرین جلسہ کو خوش آمدید کہا اور اس دن کے اہمیت اور مقصد سے آگاہ کیا۔

جلسہ کی پہلی تقریر بعنوان ’’مسیح الموعودؑ بانی جماعت احمدیہ‘‘ کی گئی۔ اگلی تقریر کا عنوان ’’حضرت مسیح موعود کا عشقِ رسولؐ‘‘ تھا۔ بعد ازاں "حضرت مہدی موعودؑ کی سچائی اور حق میں ظاہر ہونے والا نشان چاند اور سورج گرہن کی حقیقیت اور صداقت" پر ایک دلچسپ پیشکش کی گئی۔ اس نشان سے متعلق محترم مقرر صاحب نے بڑے مدلل شواہد پیش کئے کہ رمضان کے مہینے میں چاند اور سورج کے گرہن کے لگنے کا کوئی شخص ہرگز دعویٰ نہ کرسکتا تھا اگر یہ پیشگوئی مہدئ موعودؑ کی صداقت کے لئے نشان کے طور پر ظاہر ہونا مقصود نہ ہوتی۔ رمضان کے مہینے میں چاند کو 13رمضان کے دن اور سورج کو رمضان کی 28 کو گرہن لگا۔ اور

یہ اس وقت ہونا تھا جب مسیح موعود کا ایک مدعی ظاہر ہو چکا تھا۔ یہ گرہن ساری دنیا میں دیکھے گئے اور قادیان میں چھ مرتبہ نظر آئے۔ یہ بہت دکھ کی بات ہے کہ وہ تمام علماء جو اس نشان کے ظاہر ہونے کے لئے حدیث پیش کرتے تھے اس کے ظاہر ہونے کے بعد اس نشان کی تاویلیں کرنے لگ گئے اور آج تک اللہ نبی کو نہ مان سکے۔

بعد ازاں ایک کاہوٹ طرز کا کوئز پروگرام پیش کیا گیا جس میں تمام حاضرین نے دلچسپی سے شمولیت کی۔

محترم مربی سلسلہ شمشاد ناصر صاحب نے آج کے دن کی مناسبت سے کچھ گزارشات پیش کیں کہ احمدیت کے کارواں کا آغاز حضرت مسیح موعودؑ پر 40 حضرات کی بیعت سے شروع ہوا اور آج خدا کے فضل سے یہ تعداد کروڑوں میں پہنچ چکی ہے۔ اور آج ہم خدا کا شکر بجالانے سے بھی شائد قاصر ہیں کہ خدا نے ہماری رہنمائی فرمائی اور ہمیں وقت کے امام کے پیچھے چلنے کی توفیق دی۔ مگر آج ہماری تمام تر توجہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کو اپنی اگلی نسلوں تک پہنچانے کی جانب ہونی چاہئے تاکہ وہ اس بابرکت تعلیم کی شمع کو اپنے اگلوں تک پہنچائیں۔ ہمیں احمدیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آج سنی ہوں یا شیعہ مسلمان سب حضرت محمد ﷺ کی اس تعلیم سے بہت دور جا پڑے ہیں اور آج یہ تمام فرقے اسلام احمدیت کی مخالفت بغیر سوچے سمجھے اپنائے ہوئے ہیں بجائے اس کے کہ قرآن اور حدیث سے احمدیت کی سچائی پر غور کریں۔ کبھی تو احمدیت پر اپنا قرآنِ کریم بنا لینے کا، کبھی اپنی جنت بنا لینے کا تو کبھی حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے کا جھوٹا الزام لگاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ نہ ہمارا کوئی نیا کلمہ ہے اور نہ ہی ہم کوئی

نیا مذہب ہیں اور حضرت مسیح و مہدیٔ موعودؑ کو حضرت محمد ﷺ کے ماتحت آنے والا نبی مانتے ہیں۔ حضرت مسیح الموعودؑ نے فرمایا کہ ’’ہم پر یہ بہت بڑا الزام ہے کہ ہم خاتم النبیین پر ایمان نہیں رکھتے جبکہ ہم دوسرے لوگوں سے ہزار گنا زیادہ اس پر ایمان رکھتے ہیں‘‘۔ آخر میں مربی صاحب نے رمضان کے مہینے میں عبادات پر توجہ دینے، درس سننے اور تہجد کا التزام باقاعدگی سے کرنے، مسجد میں ہونے والی تراویح اور افطار میں بھی شمولیت کرنے کے ساتھ ساتھ مدد بھی کرنے کی درخواست کی۔ آخر پر دعا کے ساتھ اس مبارک مجلس کا اختتام ہوا۔ جلسہ میں کل 150 ممبران کی حاضری تھی۔ اس جلسہ میں ہر قسم کی خدمت کرنے والے، ایمان افروز تقاریر کرنے والے تمام ممبران اور ذمہ داران کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے کسی بھی رنگ میں اپنا وقت اور محنت دے کر اس پروگرام کو اس قدر کامیاب بنایا۔ جزاک اللہ

ضروری اعلان از ایڈیٹر

مضمون نگار اور کمپوزنگ کرنے والے حضرات

Punctuations کا خیال رکھا کریں

- مضمون نگاروں اور کمپوزنگ کی خدمت بجالانے والے حضرات و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ کمپوزنگ کے دوران Punctuations یعنی commas, dashes اور فل اسٹاپ کا بر محل استعمال کریں۔ بعض دوست متن میں اتنا تسلسل رکھتے ہیں کہ نہ dash یا نہ الٹا Comma۔ بعض تو پیرے کے آخر پر بھی Dash نہیں لگاتے۔
- اور بعض Commas کا استعمال اتنی کثرت سے کرتے ہیں کہ ’’اور‘‘ سے پہلے بھی الٹا Comma لگاتے ہیں اور بعض حوالہ جات میں ہر لفظ کے بعد الٹا Dash, Comma یا Semi-Colon لگا دیتے ہیں۔ جو درست نہیں اور نہ آنکھوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔
- اور بعض خاص عبارت کو Inverted Commas میں جب لاتے ہیں تو سنگل Comma لگاتے ہیں اور وہ بھی باہر کو نکلے ہوئے جبکہ ڈبل Commas لگنے چاہئیں اور وہ بھی سیدھے ہوں۔
- بعض دوست الفاظ پر بلاوجہ زیر زبر لگا رہے ہوتے ہیں۔ اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔
- آخر میں یہ درخواست بھی کرنی ہے کہ کمپوزنگ کے بعد میٹر کو ایک بار پڑھ کر درستگی ضرور کر دیں۔ اور اگر کسی حوالہ کو کمپوز کیا ہے تو اصل کتاب سے Tally ضرور کریں۔ یہ بھی لازمی ہے کہ اگر حوالہ، بالخصوص حضرت مسیح موعودؑ یا خلفاء کی تحریر سے ہو تو اصل کتاب تک رسائی ضروری ہے۔ بعض اوقات کسی جگہ سے حوالہ لیا ہو وہاں کتابت کی غلطی سے لفظ بدل گیا ہوتا ہے۔

كَانَ اللّٰهُ مَعَكُمْ وَ بَارَكَ اللّٰهُ فِي سَعْيِكُمْ

(ابو سعید۔ ایڈیٹر)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: حامد علی بنگورا۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

مشاکا ریجن سیرالیون میں

سیکرٹریان تحریک جدید و وقف جدید کے ریفریشر کورس کا انعقاد

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیشنل شعبہ وقف جدید، سیرالیون کو مؤرخہ 5 مارچ 2022ء بروز ہفتہ احمدیہ بیت الذکر مشاکا، مشاکا ریجن میں سیکرٹریانِ وقفِ جدید کے ریفریشر کورس کے انعقاد کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علی ذالك

محترم ڈاکٹر شیخو تامو صاحب (قائم مقام امیر، سیرالیون) کی زیرِ صدارت ریفریشر کورس کا آغاز صبح 10 بجے تلاوت قرآن کریم اور دعا سے ہوا۔جس کے بعد محترم صدرِ مجلس نے افتتاحی کلمات سے پروگرام کا باقاعدہ آغاز فرمایا اور آپ نے تمام سیکرٹریان کو ان کے تقرر کے خطوط تقسیم کئے۔ بعد ازاں مکرم طاہر احمد بھٹی صاحب (ایڈیشنل سیکرٹری تحریک جدید، سیرالیون و مبلغ سلسلہ مکینی ریجن) نے تمام شاملین کا شکریہ ادا کیا اور عہدیداران کی ذمہ داریوں اور فرائض کے موضوع پر اظہارِ خیال کیا۔

اس کے بعد مکرم ذیشان محمود صاحب (مربی سلسلہ) نے وقفِ جدید کا تعارف اور پسِ منظر پر تقریر پیش کی۔جس کے بعد خاکسار نے شعبہ کا لائحہ عمل پیش کیا۔جس میں خصوصی طور پر معیاری وعدہ جات لینا اور فہرستیں مرتب کرنے کا طریقہ کار سمجھا گیا۔ پروگرام کی آخر پر محترم عقیل احمد صاحب (قائم مقام مشنری انچارج سیرالیون و مبلغ سلسلہ بو ریجن) نے تحریک وقفِ جدید کی اہمیت اور برکات کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

اس کے بعد سیکرٹری وقفِ جدید فری ٹاون ریجن نے اپنے کچھ تجربات اور تبصرے پیش کئے۔ پروگرام میں تقاریر کے دوران سوالات کا موقع دیا گیا۔ اور مقررین اور ہائی ٹیبل سے صدرِ مجلس اور مبلغین کرام نے سوالات کے جوابات دیئے۔ پروگرام کے آخر تمام شرکاء سے حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھوائے گئے۔ الحمد للہ پروگرام نہایت کامیاب رہا۔ دعا کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی اور شرکاء کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ کل حاضری 25 رہی۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

السلام علیکم ایک نیکی، ایک دعا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سلام کو رواج دینے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’جب تم کسی بھائی کو سلام کہتے ہو تو تم نہیں کہتے بلکہ خدا تعالیٰ کی دعا اسے پہنچاتے ہو۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں لوگ عموماً اپنے گھروں میں داخل ہوتے ہوئے السلام علیکم نہیں کہتے گویا ان کے نزدیک دوسروں کے لئے تو یہ دعا ہے لیکن اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کے لئے نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سارے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ جب بھی اپنے گھروں میں جائیں السلام علیکم کہا کریں۔۔۔سلام کہنا ایک بہت بڑی نیکی ہے اور رسول کریمؐ نے اخوت اسلامی کے قیام کے لئے اسے ضروری قرار دیا ہے۔ پس تم کسی بات کو معمولی اور چھوٹی سمجھ کر نہ چھوڑو بلکہ اس کی نگہداشت کرو۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 405-406)

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

	08 اپریل 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:50	18:38
مدینہ منورہ		04:47	18:41
قادیان		04:45	18:53
ربوہ		04:25	18:32
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:54	19:47

فقہی کارنر

روزہ اور بھوکے رہنے میں فرق

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزورِ وَالعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِی اَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی حاجت نہیں کہ ایسا شخص کھانا اور پینا چھوڑ دے۔

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)